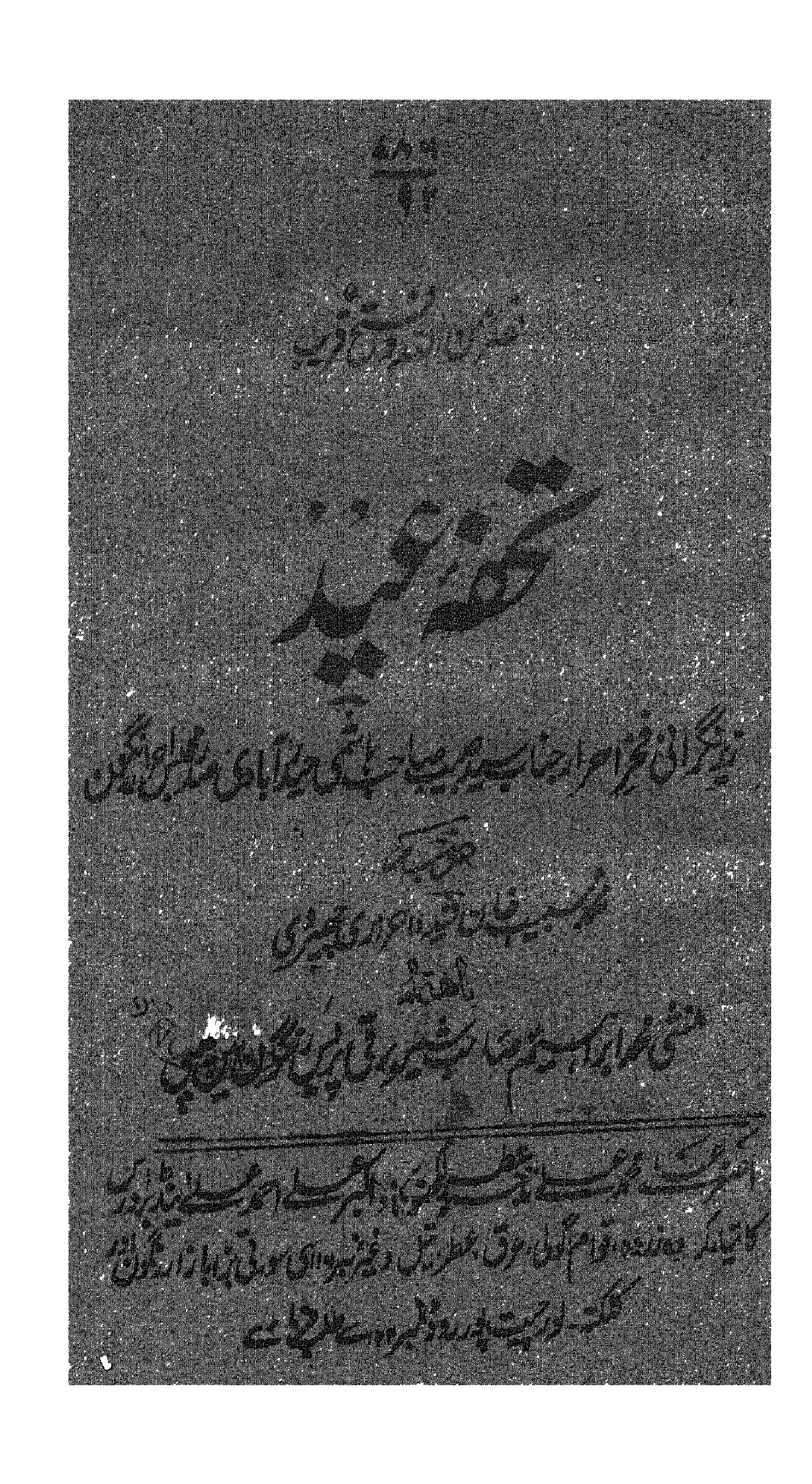


تحفۂ عید

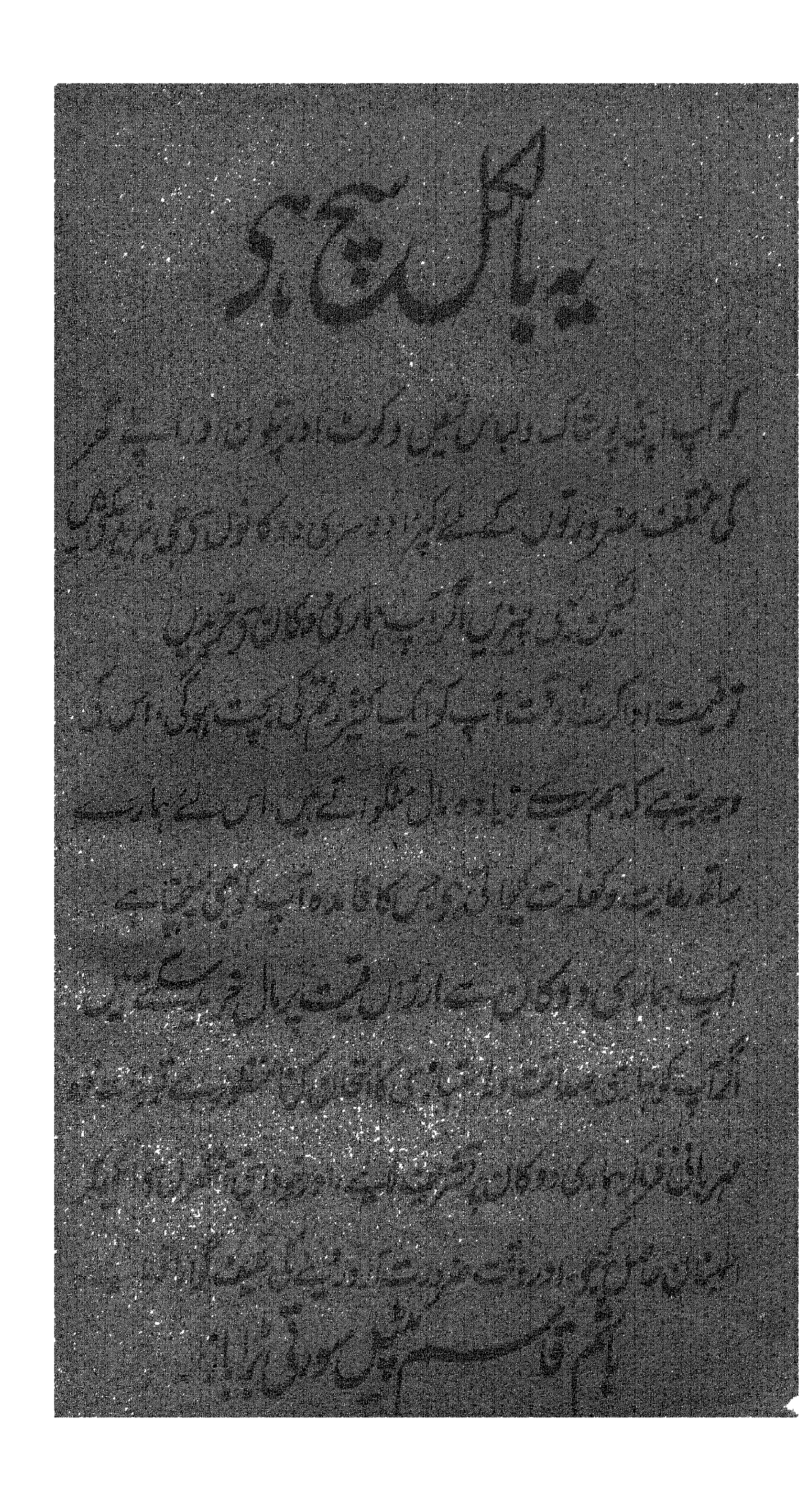
مایوسی گناہ ہے

بینائی خدا کی ایک بہترین نعمت ہے۔ جس نے اس کی حفاظت نہیں کی، اسکی
زندگی ایک بدترین عذاب بن جاتی ہے۔ آنکھ کا علاج ہزاروں روپے صرف کرنے کے
بعد بھی ناممکن ثابت ہوتا ہے لیکن ایسے مایوس العلاج مریضوں کو ہمارے مطب کے
علاج نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ "مایوسی گناہ ہے"۔ اس وقت ہمارے مطب
سے روزانہ ایسے مریض جو بالکل مایوس ہو چکے تھے، اللہ جل شانہ نے ہمارے
ہاتھوں سے شفائے کلی عطا فرمایا۔ عرصہ قدیم سے ہمارے مطب نے لاکھوں بندگان
خدا کا میابی کے ساتھ علاج کیا ہے۔ یہ فن ہمارا آبائی ورثہ ہے، جو ہمارے
خاندان میں سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض مثلاً موتیا بند
پڑوال ککرے، اور پھولے وغیرہ کا ہم نے تسلی بخش علاج کیا ہے۔ اور بغیر
اپریشن کے بواسیر کا علاج بھی ہمارے یہاں شرطیہ کیا جاتا ہے۔ آتشک
سوزاک، گنٹھیا، نامردی، مرگی، بھگندر کے ہزاروں مریض شفا پا چکے ہیں۔ ہم
کہنا نہیں چاہتے کہ ہماری شہرت دور دور ہے، بلکہ ہماری شہرت کی تصدیق
کے لیے آپ ان امراض سے مایوس ہو گئے ہوں تو ہماری سچائی کا امتحان کیجیے۔

فقط

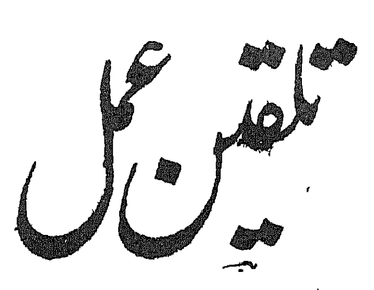
ماہر چشم حکیم خوشی محمد

نمبر ۱۲۸ فریزر اسٹریٹ رنگون



یہ بالکل سچ ہے

[illegible]



(فخرِ احرار جناب سید حبیب رضا ہاشمی حیدرآبادی صدر مجلسِ احرار رنگون منیجر ہا حضرت امیر العلما حکیم عتیق مد ظلہ صدر جمعیۃ العلما برما)

طالبِ فخرِ حقیقت نار کی باتیں نہ کر
سازِ استغنا سُنا۔ زردار کی باتیں نہ کر

بے بسی اپنوں کی دیکھ اغیار کی باتیں نہ کر
جو ہوا اغیار کا اس یار کی باتیں نہ کر

تیرے دل میں گر ہے تعلیمِ غلامی کی ہوس
نامِ آزادی نہ لے احرار کی باتیں نہ کر

گر نہیں اظہارِ حق میں پیروِ منصور تو
بھول کر ہرگز بھی گیر و دار کی باتیں نہ کر

تری گویائی سے جو بچھایا ہے دامِ فریب
اے ریاکار اس بتِ مکار کی باتیں نہ کر

ہے تری تاریخِ دولت اہلِ ہمت کو سبق
بے سر و پا ثروتِ اغیار کی باتیں نہ کر

اپنے سینے کو بنا تیرِ تشدد کی سپر
اب تبر کی، تیر کی، تلوار کی باتیں نہ کر

کاہلی و کسل، جبن، زندگی سے دور رہ
ان کو بالکل بھول جا، ان چار کی باتیں نہ کر

بڑھ دوبارہ رزم خود بنکر ہی کام اپنا نکال
سب کہیں شیریں سخن تکرار کی باتیں نہ کر

سامنے ہندوستان کے ذکرِ شام و مصر چھوڑ
سامنے بیمار کے بیمار کی باتیں نہ کر

دیکھ قوموں کی ترقی علم و فن کی راہ میں
سیکھنے میں کوئی پیشہ عار کی باتیں نہ کر

اے ہمہ علم و عمل دریائے آزادی بہا
ابرِ استبداد کیست بار کی باتیں نہ کر

خون سے اپنے بیاباں کو بنا دے لالہ زار
ہاشمی رنگِ گل و گلزار کی باتیں نہ کر



اصلی آملہ ہیر آئل مفرح دماغ ادویہ اور جڑی بوٹیوں سے کیمیاوی طریقہ پر آج تقریباً بیس سال سے ہمارے کارخانہ میں تیار ہوتا ہے، اس تیل کے روزانہ استعمال سے دماغ کو تقویت، دل کو فرحت، بصارت میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ خفقان، درد سر، پاس نہیں آتا۔ بالوں کو سیاہ اور چمکدار بناتا ہے۔ بیماری سے جھڑے ہوئے بالوں کو واپس لاکر مضبوط کرتا ہے۔

دماغی کام کرنے والے اصحاب وکلا و طلبا کے لئے نعمت ثابت ہو چکا ہے۔ ڈاکٹروں حکیموں، وکیلوں طالب علموں کے ہمارے یہاں ہزاروں ایسے خطوط موجود ہیں، جس میں اصلی آملہ ہیر آئل مفید ترین تیل بتلایا گیا ہے۔ لیکن ہم اس کو درج کرکے اشتہاری الفاظ میں چار چاند لگانا گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ مگر ہم اپنے بیان کی تصدیق میں یہ دستاویز (بانڈ) لکھ دیتے ہیں کہ جو کوئی صاحب ہمارے اصلی آملہ ہیر آئل (رجسٹرڈ) کو دیسی جڑی بوٹیوں کے علاوہ ولایتی سینٹ یا وائٹ آئل سے ملا ہوا ثابت کر دیں گے، تو ہمارا کارخانہ ان کو

پانچسو روپیہ نقد انعام دیگا

نوٹ: اس کے علاوہ عرق گلاب، کیوڑہ، و دیگر ہر قسم کی دیسی و ولایتی عطریات و روغنیات نہایت کم قیمت پر ہر وقت دستیاب ہو سکتے ہیں۔ بیوپاریوں کے لئے خاص رعایت ہوگی

مینیجر رو دیر فیومری مشیدی روڈ نمبر ۱ وار گن

ارشاداتِ مقدور

(جناب مولوی عبدالشکور صاحب مقدور دست پوری)

تکبیر کہہ کے کفر کے لشکر پہ وار کر
حق کی انی کو سینۂ باطل کے پار کر

راضی رضائے حق پہ ہے بے چون و بےچرا
عقل و خرد کا پھینک دے جامہ اُتار کر

خفگی ہو حق کی جس میں نہ وہ آج کر نہ کل
جس میں رضائے حق ہو وہی بار بار کر

پرپیچ راستے سے ہمیشہ کر اجتناب
جو سیدھی راہ ہو وہی تو اختیار کر

کر آفتاب ملت بیضائے کسب نور
اس کفر کے دیئے کو بجھا پھونک مار کر

کچے گھڑے کی جن پہ ہے اب تک چڑھی ہوئی
جام ولا پلا کے انھیں ہوشیار کر

مقدور خالی بات سے چلتا نہیں ہے کام
لفاظیوں کو چھوڑ عمل اختیار کر

کلامِ نظیر

(جناب محمد نذیر صاحب نظیر فیض آبادی تلمیذ حضرت ہاشمی حیدرآبادی)

شکوہ کرنے عاشقِ مظلوم کا جانے کو ہے
ارضِ دل سے آج نالہ تا سما جانیکو ہے

پھر اُجالا سب میں کر دے نور سے توحید کے
کفر و باطل کی گھٹا دنیا پہ چھا جانیکو ہے

غور کر تازہ فریب ہستیٔ موہوم پر
تو سراب دہر سے پیش خدا جانیکو ہے

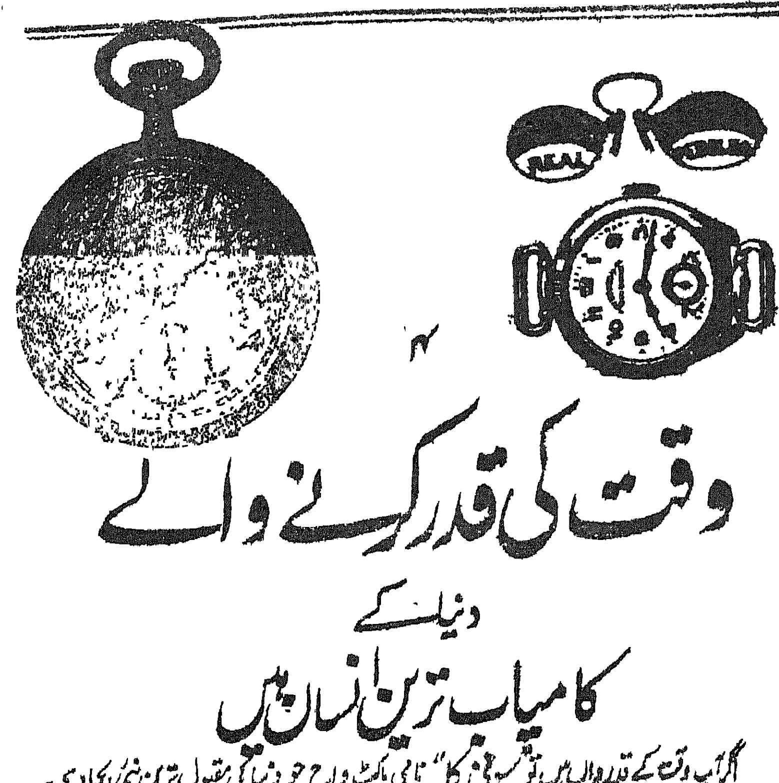
عظمتِ رفتہ کو حاصل کر دکھا مسلم کی شان
کفر سمجھا ہے کہ توحید خدا جانیکو ہے

دولت و عزت حکومت اتحاد و اتفاق
جا چکے اک دین ہے تو وہ بھی کیا جانیکو ہے

مر رہا ہے کیوں فریب دہر پر او نا سمجھ
دیکھ جو کچھ ہے یہاں وہ بدلا جانیکو ہے

سہمیں یہ کفار تیرے نعرۂ تکبیر سے
پھر وغا میں مسلم تیغ آزما جانیکو ہے

جذبۂ احرار سے ثابت یہ ہوتا ہے نظیر
حق برائے کفر پھر بن کر قضا جانے کو ہے



وقت کی قدر کرنے والے

دنیا کے

کامیاب ترین انسان ہیں

اگر آپ وقت کے قدر دان ہیں تو "سوئس گھڑی کا" نامی پاکٹ واچ جو دنیا کی مقبول ترین نئی ایجاد ہے۔
اس واچ کی مختصر خوبی یہ ہے کہ وقت کی سچائی، پرزوں کی پکی مشین لیور، پندرہ جواہر جڑے ہوئے پانچ سال کی
گارنٹی کے باوجود قیمت صرف نو روپے آٹھ آنے (لعه) پر ہماری یہاں دستیاب ہوتی ہے۔ ہم اس کی زیادہ تعریف
فضول سمجھتے ہیں۔ آج چالیس سال سے ہماری دوکان دیانت داری اور مال کی عمدگی میں مشہور ہے۔ آپ بھی
ایکمرتبہ تشریف لاکر ہماری سچائی کا امتحان لیجیے۔

ہمارے یہاں

ہر قسم سنہری روپہلی پاکٹ واچ، دیوار و میز کی قابل اطمینان گھڑیاں ارزاں سے ارزاں قیمت پر دستیاب
ہوتی ہیں۔ ہر قسم اور ہر سائز کے چشمے اور عینکوں کی کمانیاں بہت کم قیمت پر ملتی ہیں۔ گراموفون اور گراموفون
کا جملہ سامان یعنی ساؤنڈ بکس وغیرہ سستے داموں فروخت ہوتے ہیں، لوہے کی عمدہ و پائیدار تجوریاں بھی فروخت ہوتی ہیں۔

المشتہر محمد اسمٰعیل واچ اینڈ کلاک مرچنٹ نمبر ۵۱۴۱ ڈلہوزی اسٹریٹ رنگون

خطاب بہ مسلم

(محمد رحمت خاں صاحب رحمت گونڈوی احراری تلمیذ حضرت ہاشمی فیض آبادی)

مئے توحید سے عالم کو پھر سرشار کرتا جا
پلا جامِ رسالت واقفِ اسرار کرتا جا

عصائے حق سے استبداد پر بھی وار کرتا جا
یہ بازوئے ظلم کا بھی توڑ کر بیکار کرتا جا

دکھا تازہ ذرا حسنِ عملِ اصحابؓ حضرتؐ کا
مسلماں کو ذرا پھر مائلِ کردار کرتا جا

پہنچنا ہے جو تجھ کو عالمِ قربِ الٰہی میں
جہانِ کفر و باطل کو ذلیل و خوار کرتا جا

فرازِ حق پہ جا کر پست کر دے اہلِ ظلمت کو
نشیبِ کفر کو توحید سے ہموار کرتا جا

بجھا دے آتشِ الحاد آبِ تیغِ حکمت سے
زمانے کو سکون و امن سے دوچار کرتا جا

دکھا پھر خنجرِ تبلیغ کے جوہر زمانے کو
اڑا سر کفر کا تثلیث پہ اک وار کرتا جا

بیابانِ جہالت کو پھر چمن کر سرفروشی سے
پھر اپنے خون سے اس کو گل گلزار کرتا جا

بڑھا کر ذکرِ حق سے ذرا عنہائے دل کی تابانی
ان انکارِ دیں اہلِ کفر کو فی النار کرتا جا

خدا نے عقل دی ہے تجھ کو تو کچھ کام لے اس سے
اگر دانا ہے تو کچھ قوم میں ایثار کرتا جا

چکھا دے لذتِ حق گوئی منصور کی سی
ہر اک بیدار کو آگاہِ مرگ و دار کرتا جا

نظر آئے ادائے حریتِ حسینی دلیری میں
تو اس مسلم کو رحمت خاں احرار کرتا جا

آزمایش ضروری ہے

فیروز اکسیر کریمی

ایام ماہواری میں خرابی کا ہونا ایک چھپی ہوئی بیماری ہے۔ جو آجکل مستورات میں ہے
جو اُن کی تندرستی کو سخت شدید نقصان پہنچاتی رہتی ہے جس سے ان کی قوت آہستہ آہستہ
بالکل خراب کرکے جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے علاج
سے ہرگز غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ فیروز عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے اور ایام
ماہواری کی کمی و زیادتی کو دور کرکے اس کے فعل کو بالکل باقاعدہ کر دیتی ہے
آخری علاج کے طور پر آج ہی ایک بوتل خرید کر آزمایش کیجیئے۔

قیمت صرف دو روپیہ آٹھ آنہ

المشتہر

دی ایشین فارمیسی نمبر ۲۱

مغل اسٹریٹ

رنگون

تجارت کی کامیابی کا راز

مجلس احرار رنگون "تحفۂ قربانی" کے نام سے ڈیڑھ سو صفحات کی ایک کتاب بقرعید کے موقع پر یکم ذی الحجہ کو دس ہزار کی تعداد میں شائع کرے گی۔ جس میں ہندوستان کے جلیل القدر ادیب و چیدہ اہل قلم حضرات کے معرکۃ الآرا مضامین۔ عبرت انگیز نظمیں۔ جاذب نظر فوٹو ہوں گے۔

تحفۂ قربانی ہر حیثیت سے اپنی آپ نظیر ہو گا۔ اگر آپ اپنی تجارت کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں تو فوراً حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

سکریٹری مجلس احرار رنگون نمبر ۱۸۶۔ ایڈورڈ اسٹریٹ رنگون

قواعد اشتہار

۱۔ ٹائیٹل پیج صفحہ دو اور تین	پندرہ روپیہ	نصف صفحہ	آٹھ روپیہ
۲ " " چار	بیس روپیہ	"	بارہ روپیہ
۳ باقی صفحوں کے لئے فی صفحہ	دس روپیہ		چھ روپیہ

۴ جو صاحب اشتہار دینا چاہیں نصف رقم پیشگی ادا کرنی ہوگی بقیہ رقم کتاب موصول ہونے پر دینی ہوگی۔

۵ اشتہار کا مضمون نہایت صاف خط میں تحریر کریں ورنہ غلط شائع ہونے کی ذمہ داری آپ ہی پر عاید ہوگی۔ فقط

❀ ❀ ❀

ٹیلیفون نمبر ۵۵۱۱ — تار کا پتہ "میڈی سنز دہلی"

تیر بہدف دوائیں

شربت صدر :- یہ شربت نزلہ و زکام اور اس سے پیدا ہونیوالی تمام بیماریوں کیلئے لاجواب دوا ہے حلق اور سینہ کی بیماریوں کے لئے جسقدر دوائیں یورپ سے آتی ہیں، وہ سب شربت صدر کے سامنے ہیچ ہیں۔ شربت صدر بگڑے ہوئے نزلہ و زکام کو درست کرتا، اور اس کے بار بار کے حملوں کو روکتا ہے۔ ہوائی نالیوں میں بھرے ہوئے بلغم کو نکال پھینکتا ہے۔ کھانسی، دمہ، انفلوئنزا، خشک ٹھسکہ دار کھانسی کیلئے بیحد مفید ہے حلق اور پھیپھڑوں سے خون کے آنے کو روکتا ہے۔

ترکیب استعمال :- اس شربت کی ایک ایک خوراک صبح و شام دس تولہ گائے کے دودھ اور دس تولہ عرق گاؤزبان میں ملا کر پئیں۔ **قیمت** :- فی شیشی ۱۰ر خوراک ۱۲ ر مکمل فائدہ کیلئے کم از کم پانچ شیشیاں استعمال کرنی چاہئیں۔

مصفی :- فساد خون کے اکثر امراض کی بہترین مجرب دوا ہے۔ صفائی خون کے لئے اس سے بہتر دوا آج تک ایشیا پیش کر سکا ہے نہ یورپ، یہ ہندوستانی جڑی بوٹیوں کا خلاصہ ہے۔ کھجلی، داد ہر قسم کے پھوڑے پھنسیاں، حتیٰ کہ سوزاک، آتشک، اور جذام بھی اس کے استعمال سے نابود ہو جاتے ہیں۔

ترکیب استعمال :- اس کی ایک ایک خوراک صبح دوپہر، اور شام کو تھوڑے پانی میں ملا کر پئیں۔

قیمت :- فی شیشی ۱۲ خوراک ۱۲ ر مکمل فائدہ کے لئے کم از کم پانچ شیشیاں استعمال کرنی چاہئیں۔

اکسیر نسواں عورتوں کی مرض سیلان الرحم (لیکوریا) کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے علاوہ جملہ امراض رحم مثلاً ضعف رحم، ورم رحم، ایام حیض کی تمام خرابیوں (مثلاً بے قاعدہ آنا، غیر معمولی تکلیف سے آنا وغیرہ) درد کمر، حمل کے بار بار ساقط ہو جانے اور جسم کے روز بروز دبلا اور کمزور ہو جانے کے لئے نہایت مفید اور کامیاب دوا ثابت ہو چکی ہے۔ **ترکیب استعمال** :- چائے کے چھوٹے چمچے بھر (۳ ماشہ) صبح و شام پاؤ سیر دودھ میں ملا کر پئیں۔ قیمت فی شیشی جس میں ۸ تولہ دوا ہوتی ہے ایک روپیہ

ملنے کا پتہ :- **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی۔** (پوسٹ بکس نمبر ۲۱)

عید

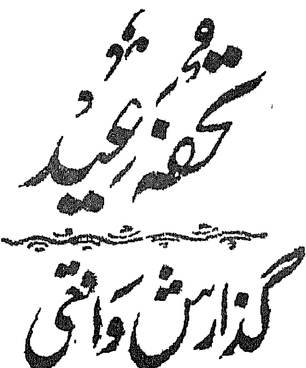
(مسیح بر حضرۃ العلام مولانا حکیم اسمٰعیل احسن صاحب عیش ظلہٗ امروہوی صدر جمعیۃ العلماء برما رنگون)

عید الفطر کی رات کے فضائل۔ اس رات فرشتوں میں خوشی سے ہل چل مچی رہتی ہے کہ تجلی الٰہی کہتی ہے کہ بتاؤ جب مزدور اپنا کام پورا کر چکے تو اس کا اجر کیا ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ پوری پوری مزدوری ارشاد باری ہوتا ہے کہ اے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے محمد رسول اللہ (ص) کی امت کے روزے داروں کو بخش دیا۔ اور ان کے لئے جنت کو واجب کر دیا۔ (اصبہانی)

اس لئے اس رات کا نام فرشتوں میں لیلۃ الجائزہ ہے یعنے نجات اور انعام کی رات (بیہقی)

عید کے دن کی فضیلت۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس دن فرشتے تمام رستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکار کر کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! اپنے رب کے دربار کی طرف چلو جو بہت بخشش والا اور احسان کرنے والا ہے۔ تم کو صیام و قیام کا حکم دیا تھا تم نے پورا کیا۔ اب اپنا انعام لینے آؤ۔ پھر نماز کے بعد فرشتے کہتے ہیں کہ مسلمانو خوش ہو جاؤ اللہ تعالےٰ نے تمہیں بخش دیا۔ اب تم خوشا خوش بھلائی اور نیک بختی کے ساتھ گھروں کو جاؤ۔ (طبرانی - مجمع الزوائد)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو گواہ رہو۔ ان کے روزوں اور نمازوں سے میں خوش ہو گیا اور ان کے لئے اپنی رضا اور عطا کو عام کر دیا۔ میرے بندو! مجھ سے مانگو، اپنے عزت و جلال کی قسم جو کچھ دنیا و آخرت کی بھلائی مانگو گے دونگا۔ جب تک میرا خوف کرتے رہو گے۔ تمہاری خطاؤں سے درگزر کرتا رہوں گا۔ مجھے میرے عزت و جلال کی قسم تمہیں رسوا نہ کروں گا۔ نہ فضیحت کروں گا۔ جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا تم نے مجھے خوش کرنا چاہا تھا۔ میں خوش ہو گیا۔ اے میرے غلامو! اور کنیزو! میں نے تمہارے



گذارش واقعی

مجلس احرار رنگون نے مسلمانوں کی بے خبری اور تغافل کاری کا صحیح اندازہ لگاکر یہ فیصلہ کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً مسلمانانِ برہما کے مذہبی عمل کو اسلامی تعلیم کی ترغیب سے بیدار کرے لہٰذا اس فیصلہ کے ماتحت یہ پہلا رسالہ تحفۂ عید کی صورت میں قارئین کرام کے نذر ہے۔

افسوس کہ مجلس احرار نے ایسے وقت میں اس رسالے کے اجرا کا تہیہ کیا کہ زیادہ مضامین درج کرنا اور اسے وقت پر نکالنا مشکل تھا۔ اس لئے بہت سے وصول شدہ مضامین آئندہ رسالے کے لئے محفوظ کر دئے گئے ہیں۔ بہت سے مضامین محض اس لئے نظر انداز کر دئے گئے کہ ان میں اصلاحی جذبہ مفقود تھا قریب قریب نظمیں بھی یہی درج کی گئی ہیں جو [illegible]۔

انشاء اللہ الرحمان "تحفۂ قربانی" کے نام سے ڈیڑھ سو صفحے کا جو رسالہ بقرعید کے موقع پر شائع ہوگا۔ اس میں ہندوستان کے جلیل القدر ادیب اور چیدہ اہلِ قلم حضرات کے معرکۃ الآرا سبق آموز مضامین عبرت انگیز نظمیں ہوں گی۔

ہم اس موقع پر اُن حضرات کا شکریہ ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے تحفۂ عید کے لئے مضامین نظمیں اور اشتہارات عطا فرمائے۔ فقط

شیدا احراری

فلسفۂ عید

(خطیب العلماء حضرۃ العلامہ مولانا حکیم عبد اللہ رشید صاحب راشد - سُنّی خطیب جامع مسجد - رنگون)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - خدا کی شان ہے کہ جس زبان میں قرآن نازل ہوا تقریباً اسکا ہر لفظ لغت و اصطلاح دونوں اعتبار سے حقائق و معانی کا بحر ناپید اکنار ہے - ظاہر ہے کہ عرب ایک اَن پڑھ قوم سمجھی جاتی تھی - اس میں فلسفہ اور حکمت کی تعلیم گاہ کا ہونا بعید از قیاس امر ہے - فلسفہ کی پرورش قوموں کے علمی دوروں میں سب سے آخری دور سے متعلق ہے - تمام تعلیم گاہوں میں بھی اس کا نمبر آخر میں آتا ہے اور باعتبار سن و سال کے اقرار کر بھی اپنے عمر کے آخری عہد ہی میں اس کی طرف توجہ ہوا کرتی ہے - اس لئے عربی زبان کا اسقدر وسیع اور معانی سے لبریز ہونا خود حیرت انگیز امر ہے - یہ بھی واضح ہے کہ عرب صدیوں تک انحطاط کا شکار رہ چکا تھا - باوجود ان تمام باتوں کے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عربوں کی قدیم تاریخ ان کے تمدن اور عروج کا پتہ دیتی ہے - خود قرآن بھی اسپر گواہ ہے - سب جانتے ہیں کہ قرآن میں لوازمات تمدن کا ذکر ہے - اور یہ اس امر کی دلیل ہے - کہ عرب اس سے ناآشنا نہ تھے ورنہ انہیں ان الفاظ کے حقیقی معانی کا ہرگز لطف نہ آتا - پھر اُن کی زبان کی وسعت بھی اُن کے تمدن پر شاہد ہے - عربی زبان کے الفاظ ہی نہیں بلکہ حروف بھی بہت سے معانی اور حقائق پر مشتمل ہیں اور پھر ہر حرف کے خواص ہیں جو مختلف ترکیبوں کے باوجود بھی قائم رہتے ہیں - ناموں اور فعلوں میں بھی اسباب کا رابطہ اور مناسبت پائی جاتی ہے انہیں الفاظ میں فلسفہ عید بھی ہے - جس میں لوٹنے کے معنی پائے جاتے ہیں - کیونکہ لوگ اس وقت معین پر عید منایا کرتے ہیں ان حروف کو جس طرح بھی آپ الٹیں تقریباً انہیں آنے جانے پکارنے بُلانے لوٹنے کے یعنی کسی بات کے دوبارہ کرنے کے وعدہ کا مفہوم پایا جاتا ہے گویا ان حروف کو ترکیب دیتے وقت اس فلسفہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان کے معانی میں بعد اور اختلاف نہ پایا جائے بلکہ قرب اور اتصال و اتحاد کا مفہوم ہی ادا ہو۔

یہ ہے اُس قوم کی فلسفانہ نظر غائر جسے غیر متمدن اور غیر مہذب سمجھے ہوئے ہیں - قرآن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے

سب گناہ معاف کر دیتے اور خوشی سے تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا - (ابن حبان وبیہقی)
کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ اللہ کے دربار کی طرف قدم نہیں اٹھاتے اور اس انعام واکرام کے دن فضل الٰہی کے دولت سے دامن بھرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے - وائے محرومی و بدنصیبی ہم میں ایسے بھی ہیں کہ اس مبارک دن کی گندگی سے عید کو لتھیڑتے ہیں اور سینماؤں کے سنڈاس میں جا کر جہاں بےحیائی اور فحش کی نجاست کے ڈھیر ہیں - ان ڈھیروں میں دھنس کر رہ جاتے ہیں -

آداب روزِ عید :- صدقۃ الفطر ادا کر دینے کے بعد نماز عید کے لئے گھر سے نکلنا ہو۔ عیدین میں غسل کرے - بقدر استطاعت اچھے لباس پہنے (ریشم اور سونا پہننا حرام ہے) عید فطر کے دن کچھ کھا کر گھر سے نکلے - طاق کھجوریں کھانا سنت ہے - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات کھجوریں کھایا کرتے تھے - (طبرانی) عیدگاہ کو پیدل جائے - کوئی عذر ہو تو سواری میں (ترمذی)

فلسفہ عید :- عید مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے اور ہر قوم وجماعت وکیفیت حالت کے مسلمانوں کو ایک میدان میں جمع کر کے ان کی باہمی رشتہ اخوت کو مستحکم و مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے نیز ان کے اجتماعی جاہ وحشمت کے ظاہر کرنے کا سبب ہے - اس مجمع کثیر کا ایک امام کی اقتدا کرنا ان کو باہمی تنظیم کا کتنا بڑا عملی سبق اور جماعتی شان سے رہنے اور یکجائی و یکجہتی و ہم آہنگی کا کیسا عظیم الشان درس دیتا ہے -

فطرہ کا حکم غمخواری وہمدردی اور دوسرے بیکسوں و ناداروں کی خبرگیری سکھاتا ہے کہ لوگ خوشی کے موقعوں پر اس گروہ کو نہ بھول جایا کریں - خدا کے ان مسکین بندوں کو یاد رکھا کریں - وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ : کی قرآنی تعلیم کو جو ایثار کے متعلق ہے - اپنے عمل اور فعل کی زبان سے ادا کرتے ہوئے دیکھے جائیں - فقط

رُباعی

گمراہ ہے جو خضر کو پیمبر کہہ دے	ظالم ہے جو عیسیٰؑ کو ستمگر کہہ دے
دشمن ہمیں خوش کرتے ہیں تعریفوں سے	ہے دوست وہی عیب جو منہ پر کہہ دے

یسے کام کر جاتے ہیں جو بعض مرتبہ غور و فکر یا فلسفہ کے ذریعہ سے انجام نہیں پاتے۔ قوم کی اجتماعی
ندگی عوام کے جذبات کے اتحاد ہی سے پرورش پاتی ہے۔ قوموں میں انقلابات کا باعث یہی جذبات
تحاد ہی ہے اس لئے یہ ایک حقیقت ہے کہ غم اور مسرت کے جذبات کا ہمیشہ برانگیختہ رہنا اسی صورت
ممکن ہے کہ کسی سانحہ یا واقعہ کی یاد میں جس سے لوگوں کو خاص لگاؤ ہو وقتاً بعد وقتاً جشن منایا جاتا رہے
یہ اس لئے کہ اس قسم کے اوقات کو جماعتوں اور قوموں اور فرقوں نے اپنا امتیازی نشان قرار دے دیا
ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی جماعتی، قومی اور فرقہ وارانہ زندگی کا بقا ان جشنوں اور تہواروں سے ہی وابستہ
لیا ہے۔ جو عوام کو ان کے مقاصد یاد دلاتے رہتے ہیں۔ نہایت ہی کارگر ثابت ہو چکے ہیں۔ عید
ہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم بھی اس قسم کے مظاہرات منانے سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ ان
ظاہرات کی نوعیت مختلف سہی مگر نفسیاتی اصول متحد ہے۔

اسلام کا مقصد چونکہ ان تمام قومی اور جماعتی امتیازات سے بلند تر ہے اس لئے اُس نے
یہ جشن مقرر فرمائے جس کے ذریعہ سے تمام قومیں ایک مرکز سے وابستہ ہو سکتی ہیں جس طرح پروانے
مع کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ سیارے آفتاب کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اسی طرح بندوں کو ان کے پیدا کرنے
لے کی عبادت کے لئے ایک مقصد کی طرف متوجہ ہو کر کے دین حنیف کی پیروی کا حکم دیا اور جشن اور
یہ میں اس روحانی مقصد کے حصول اور نفس کو بلند مرتبہ پر پہنچانے کے اصولوں کو اس طرح عملی صورت
ے جلوہ گر کیا جس کی مثال پیش کرنے سے مذاہب عالم قاصر ہیں۔ اور رہینگے۔

ہر شخص کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ چند خوشی کے دنوں کا متلاشی ہو جن میں اس کا غم
سیدہ دل یا تھکا ماندہ دل و دماغ خوشی کے تصور اور احساس کی لذت سے عارضی طور پر تازگی حاصل کر سکے
یہ بھی انسان کا فطری جذبہ ہے کہ غم اور مسرت میں جب بہت سے لوگ اس کے ساتھ شریک حال ہوں تو
س کے غم اور مسرت کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ جب ہر بندہ اس کا ہم نوا اور ہم آواز ہو جائے اور سب پر
یساں طور پر ایک ہی کیفیت طاری ہو جب تو آنکھوں کا ٹھنڈا ہونا دل و دماغ سب کا اس کیفیت میں
شاداں و تر و تازہ ہو جانا ضروری ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے عید یا جشن کو صرف جائز بلکہ ضروری

[illegible] آسمان سے ایسا خوانِ نعمت نازل فرما جو ہمارے لئے عید بن جائے
[illegible] آیندہ نسلیں ہمیشہ خوشی منایا کریں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اے اللہ! میری
[illegible] جشن کی جگہ نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسے عید اس لئے کہا گیا یہ وقت مقررہ پر منایا جاتا ہے
[illegible] سے من العائدین کہا کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم ہمیشہ
[illegible] ہے۔ اور یہی مطلب ہے کہ یہ عید اور جشن حقیقی معنی میں
[illegible] عید اور جشن [illegible] ہے چونکہ بیشتر انسان ایسی باتوں کے بار بار لوٹنے کا خواہشمند اور
[illegible] پائی جاتی ہے۔ اس کے اصطلاح میں ایسی رسم کو عید کہا جانے لگا جو خوشی
[illegible] منائی جاتی ہے [illegible] خوشی کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور تقریب کے
[illegible] منایا جاتا ہے

اس قسم کی رسموں کی غایت

[illegible] اور جملہ اہل مذاہب جشن اور عید منایا کرتی تھیں اور اب بھی مناتی ہیں
[illegible] یاد کا تازہ رکھنا اور اس کے ذریعہ سے قومی شعور اور احساس کو زندہ رکھنے
[illegible] قوت پیدا [illegible] جب وہ اجتماعی صورت پیدا کر لیتی ہے تو نفس اس سے
[illegible] پوری قوم ایک جذبہ میں رنگ جانے کی وجہ سے وحدت اور اتحاد کی زنجیر میں
[illegible] اشتراکِ عمل کے جذبات ابھرتے رہتے ہیں پھر جس جشن یا اجتماع
[illegible] متعلق ہوتا ہے جس کی اہمیت قوم کی نظر میں مانی ہوئی ہوتی ہے، تو وہ زیادہ
[illegible] اس واقعہ کی اہمیت میں اور اضافہ ہوتا رہتا ہے گویا یہ فعل قوم کی
[illegible] اسلاف [illegible] نقش قدم پر چلنے اور ان کے کارناموں کو زندہ جاوید بنانے کی
[illegible] اصلی وجہ یہ ہے کہ انسان علی العموم حواس ظاہری سے بمقابلہ حواس باطنی کے
[illegible] محسوسات کے ساتھ مظاہر کے پابند اور مظاہر پرستی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔
[illegible] ان کی دسترس سے باہر ہوتا ہے۔ یہ مظاہر نادانستہ طور پر جذبات کے توسط سے

پس ایک طرف شکر گذاری ہے دوسری طرف امتحان میں کامیاب ہونے کی خوشی بھی ہے اور مزید برآں آیندہ کے لیے عمل میں سرگرمی کا وعدہ بھی ہے۔ مایوسی اور ناامیدی کو امید سے بدلنے کا سامان ہے۔ تو ایک طرف ندامت کے بعد فرمانبرداری ہے تو دوسری طرف مغفرت اور غفران ہے۔

اس عید کے چند ماہ بعد ایک دوسری عید ہے جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قربانی کی یاد تازہ کر کے اس عہد کو امتِ مسلمہ سے تازہ کرایا جاتا ہے۔ اور یہ سکھایا جاتا ہے کہ اگر کام رضائے مقصود ہے تو سر کٹانے سے بھی نہ چرائے۔ فرماتے ہیں کہ خدا کے یہاں گوشت اور پوست نہیں پہنچتا وہاں تو دل کی حالت تقویٰ اور صداقت دیکھی جاتی ہے۔ پس یہ دونوں عیدیں جس شان سے منانی چاہئیں۔ جب تک اسکی حقیقت مسلم کے پیش نظر نہ ہو وہ کبھی کامرانی اور عزت سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ جو قوم دنیا میں ذلیل خوار ہو۔ غلام ہو اس کی عید کیا۔ عید کے لئے کامرانی و آزادی اور عزت ضرور چاہیئے اس میں غریب امیر سب یکساں ہیں۔ خداوند دل کرے کہ ہم سچی عید منانے کے قابل ہوں۔ فقط

رُباعیات

(جناب محب حیدرآبادی)

ہے رہبری قوم کا جسکو چسکا ❊ اُسکو تو یہ ذلّت ہی ہے عزّت بخدا
کیوں شکوۂ قوم نہ زباں پر لائیں ❊ آتا ہی ہمیں گالیاں کھانے میں مزا

ہے اوج کسی قوم کو جب ہو پستی
گھر کس کا ہو آباد جو اُجڑے بستی
کیوں منفعتِ قوم سی ہو جان عزیز
کیا چیز ہیں ہم اور ہماری ہستی

قرار دیا اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے ۔ وہ طبعی خواہشات کو فنا نہیں کرتا بلکہ انہیں حد اعتدال پر لاتا ہے ۔

اس نے تمام ان مفاسد کا سدباب ضروری سمجھا جنہوں نے جشنوں کو صرف میلہ اور کھیل ہی نہیں بلکہ تماشا اور قوم کی تباہی کا ذریعہ بنا رکھا تھا ۔ مگر خوشی منانے سے نہیں روکا البتہ خوشی کے اسباب میں تبدیلی کر دی اور اس کا اسلوب بھی بدل دیا ۔ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ عید کے معنی لوٹنے کے ہیں اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ سب بندوں کو اپنے خالق کے سامنے لوٹ کر جانا ہے ۔ اس لئے اس کا یاد رکھنا اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اس کی حمد کرنا اور ان تمام باتوں کو اجتماعی شکل میں ملکر ادا کرنا ۔ خوشی ۔ محبت اور عظمت دونوں کو اس طرح ممتزج کر دینا کہ بجائے لہو و لعب کے سکون و وقار اور شور و غل کے بجائے تسبیح و تہلیل سنائی دے ۔ بس عید در حقیقت خداوند عالم کی نعمتوں کی شکر گذاری اور اپنی بندگی کا ایک مشترک مظاہرہ ہے اسی لئے اسے عبادت قرار دیا گیا ہے ۔ عوام کے جذبات کی تنظیم کا پہلا درس ہے ۔ دنیا کی بڑی سے بڑی کانفرنس اور لیگ سے وہ اجتماعی منافع مرتب نہیں ہوتے جو اسلام نے عیدین کے اجتماع سے حاصل کر دیئے ۔ نہ صرف عید میں بلکہ جمعہ اور پنجوقتہ جماعت تک میں قومی وحدت کا عظیم الشان نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ۔ اس قسم کی دو عیدیں اسلام نے منانی ضروری قرار دی ہیں ۔

پہلی عید رمضان کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خوشی میں ہے ۔ جس نے سال بھر میں جو بے عنوانیاں نفس کے ساتھ کی ہیں ۔ ان کا جائزہ لیکر نئے سرے سے حیات تازہ پیدا کرنے کا سامان کیا جاتا ہے ۔ گذشتہ لغزشوں غلطیوں اور بے اعتدالیوں کو کالعدم کرا کے جہاد نفس کے اصول مستحکم کئے جاتے ہیں ۔ بہت دور کے دور افتادہ بندوں کو خدا سے قریب ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے ۔ بہت ممکن ہے کہ رمضان کے گذرنے کے بعد بھی یہ تاثرات قائم رہیں ۔ اور بندے یہ سمجھنے کے قابل ہو جائیں کہ مسلم کی زندگی ہمہ تن جہاد ہے ۔ مال اور جان قربان کرنے کی استعداد انہیں پیدا ہو جائے ۔

انکو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ مقصود تو یہ ہے۔ کہ خود ذات انسان پاک و صاف و تمام عوارض سے مبرا ہو۔ جس طرح قلب نے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف رجوع کر کے اپنے لئے عید بنالی۔ اسی طرح روح کو رجوع الاعلیٰ ہو کر اپنی عید بنالینی چاہیئے۔ اسکا غسل پانی نہیں ہے۔ اس کی غذا نرم و چرب غذا نہیں ہے۔ اس کا لباس ریشمی قیمتی یا فاخرہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا غسل توبہ ہے۔ اس کا لباس "حیا من اللہ" ہے۔ اس کی غذا تجلیات انوار الہیہ ہے۔ جس طرح تن نے نہا دھو کر عمدہ لباس پہنکر اچھی غذا کھا کر عید بنالی ہے۔ اسی طرح روح کو بھی اپنے مرتبہ کا غسل اور اپنی غذا کھا کر۔ اور لباس پہنکر اپنے مرتبہ کی عید منانی چاہیئے۔ جو حقیقی عید ہے۔ اگر تن نے اپنی عید حاصل کرلی ہے۔ اور روح محروم رہی۔ تو یہ عید نہیں در حقیقت ادبار و وبال نحوست و افلاس ہے۔

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ عید کے روز حقیقی عید منالیں۔ تن کے ساتھ روح کو بھی عید کی خوشی ملنے کا موقعہ دیں۔ جس طرح تن نفیس لباس سے اپنے مخلص احباب کے دربار میں بعزت شامل ہونے کی دولت حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح روح جماعت اعلیٰ ارواح مقدس انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت میں حاضر ہونے کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہو۔ اور اپنے پیارے دوستوں سے ملنے کی خوشی حاصل کرلے۔ وما علینا الا البلاغ



(شیخ الواعظین حضرت مولانا صوفی عبدالقادر صاحب شمشاآبادی واعظ سرکار عالی قلمرو دکن از رنگون)

لفظ عید لغت میں ایک شے سے دوسری شے کیطرف پھر آنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔
مثلاً غم سے خوشی کیطرف یا خوشی سے غم کی طرف۔ بیماری سے صحت کیطرف یا صحت سے بیماری کی
طرف طاعت سے معصیت کیطرف یا معصیت سے طاعت کیطرف، فراخ حالی سے تنگی کی طرف یا تنگی سے
فراخ حالی کی طرف۔ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف یا اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف وغیرہ وغیرہ۔ اس لحاظ سے عید
نحوست و وبال ہے۔ یا مبارک و مسعود ہے۔ ہر سانس انسان کی تحول و تبدل میں ہے۔ انسان ہر آن ایک شئے
سے دوسری شے کیطرف بلکہ عالم کا ہر ذرہ پھرتا جاتا ہے۔ انسان ہر سانس کے ذریعہ بقا سے فنا کی طرف
رجوع کرتا ہے۔ جس آن میں اس کا رخ ادنیٰ کی طرف ہے۔ وہ وبال میں ہے۔ وہ جہنم میں ہے۔ اور جس آن
رجوع اعلیٰ کی طرف ہے، فلاح میں ہے۔ برکت میں ہے جنت میں ہے

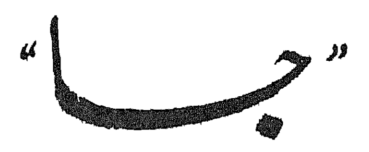
اعیاد جو مسمّیٰ بعید ہیں۔ وہ اسی معنی رجوع کے لحاظ سے ہے۔ عید کے دن انسان غسل کرکے نجاست
سے طہارت کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور متبذل لباس بدل کر نفاست کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور معمولی
غذا سے غیر معمولی نفیس اور لذیذ غذا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہ رجوع بازگشت خالی ہی ہے جس کا
کوئی اعتبار و اعتماد نہیں۔ اگر مجذوم انسان کو ریشمی لباس پہنایا جائے تو اس سے کوئی فائدہ حاصل
نہیں ہوتا کیونکہ اس کی ذات گندی ہے۔ اور خون و پیپ میں لتھڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اسپر سمجھ قیاس کرلو۔
مثلاً آپ کے پیٹ یا سر میں شدید درد ہے۔ جس سے آپ بے چین اور بیقرار ہیں۔ تو کیا آپ کو ریشمی کلاہ۔
زربفت کی عبا اس بیقراری سے نجات دلا سکتی ہے اسیطرح روح اپنی تکلیفات میں مبتلا ہے مغموم ہے محزون
ہے۔ تو تن کی آراستگی سے اس کو کیسے خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ قالب ایک لباس ہے روح کا اور روح
عین انسان ہے۔ اگر روح صاف مبارک و مطہر ہے تو غسل اور تبدیل لباس فاخرہ اور لذیذ غذا سے



غریب الوطن کی عید

(جناب مولوی عبدالشکور صاحب متعلم ردوست پوری)

ہلال عید نے افق مغرب سے اپنی نورانی شکل دکھا کر دنیا کی چہل پہل اور رونق میں نمایاں اضافہ کر دیا ہے۔ ہر شخص خوش و خرم شاداں و فرحاں نظر آتا ہے۔ کوئی کپڑوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہے۔ تو کوئی سودا سلف اور دوستوں کی دعوت کے سامان میں منہمک۔ کوئی درزیوں کی دوکان کا طواف کر رہا ہے۔ تو کوئی بن ٹھن شاپوں کے چکر کاٹ رہا ہے۔ ہر گلی، کوچے میں دھوم دھام اور ہر محلہ میں اژدحام ہے، بچوں کی ٹولیاں خوشی کے نعرے لگاتی ہوئی ادھر سے ادھر پھر رہی ہیں۔ دوست احباب کی جماعتیں عید کے دن کے لئے پروگرام مرتب کر رہی ہیں۔ کہیں خدا کے کچھ مقبول بندے قرآن شریف کی تلاوت اور اوراد و وظائف میں مشغول ہیں۔ تو کہیں کچھ شوقین طبیعت حضرات خوشی کے ترانے گانے میں مصروف ہیں۔ کہیں کوئی حلوائی قرینے سے اپنی دوکان سجا رہا ہے۔ تو کہیں کوئی تنبولی لوازمات "پان سازی" مہیا کر رہا ہے۔ غرض ہر طبقہ اور ہر گروہ کے لوگوں نے یہ پر از مسرت رات جاگ کر بسر کی۔ اور عید کی مبارک صبح اپنی گوناں گوں دلفریبیوں اور دلچسپیوں کے ساتھ نمودار ہوئی۔ اور تمام عالم کو بہجت و سرور سے لبریز کر دیا۔ ہر کہ و مہ عیدگاہ جانے کی تیاری میں مصروف ہو گیا کوئی غسل کر رہا ہے۔ تو کوئی "سیفٹی ریزر" سے رخساروں کو صاف کر کے "سینگ کٹا کے بچھڑوں میں ملنے کی سعی لاحاصل" کر رہا ہے۔ کوئی لباس زیب تن کر کے قد آدم آئینہ کے سامنے کھڑا لباس کی موزونیت پر تنقیدی نظر ڈال رہا ہے۔ تو کوئی بالوں کو نئے انداز سے سنوار کر گھونگھر والے بنانے میں کوشاں نظر آتا ہے۔ بچوں کو دیکھئے تو وہ اپنے رنگ برنگے شوخ و شنگ کپڑوں میں پھولے نہیں سماتے



(جناب یعقوب محمد سعود صاحب راہی پوری)

جا اے عید جا۔ اب ہمارا زیادہ مذاق نہ اڑا۔ جا۔ کیا تجھے نظر نہیں آتا؟ آج دنیا میں مسلمان سب سے زیادہ مفلوک و پریشان ہیں۔ نہ ان میں دولت ہی ہے۔ اور نہ حکومت ہی۔ جدھر نظر پھیلائی جاتی ہے۔ اُدھر مسلمان مبتلائے آلام نظر آتے ہیں۔ جا، اب زیادہ تماشا ہم موحد، دکھیا، زمانے کے مارے، دور الحاد کے ستائے ہوئے ہیں۔ ہمیں تکلیف نہ دے جا

اس میں شک نہیں کہ تو مہمان بنکر آئی ہے، مگر کیا تجھے اس کا علم نہیں؟ آج دور الحاد نے ہم سے اخوت و محبت، دولت و ثروت، عزت و عظمت، شوکت و حکومت چھین لی ہے۔ پھر تو ہی جا، بتلا! تیرے آنے سے ہمیں کیونکر خوشی ہو سکتی ہے؟ او ناداں! کیا تجھے اتنا بھی علم نہیں، کہ ایک صاحب حکومت کی حکومت چھن جانے کے بعد اس پر مسرت کی ہر گھڑی قیامت ڈھاتی ہے۔ تجھے اس میں شک ہے تو جا امان اللہ خان والیٔ افغان کے دل سے پوچھ، وہ تجھے بتلائیگا اس کے بعد رضا شاہ، اور کمال پاشا سے دریافت کر۔ وہ تجھے بتلائیں گے کہ تیرے آنے سے ایک مسلمان کے دلپر کیا گذرتی ہے۔

اے عید! مجھے حیرت ہے کہ تو آج بھی مسرت و نشاط کے نشہ سے مخمور ہے۔ تجھے تو ماتم کرنا چاہیے۔ کیا تو بھول گئی، کہ تیری آمد پر مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب تک خوشی کے پھریرے لہراتے تھے۔ تیری آمد پر خوشیاں منانے والوں کو رب العالمین اپنی رحمت سے ہمکنار کرتا تھا۔ مگر اب ذرا آنکھیں کھولکر دیکھ، شیطان بغلیں بجا رہا ہے۔ اور تیری دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں، اگر تجھ میں کچھ بھی غیرت ہے تو جا اور پھر اُسی مسرت کو ساتھ لا، جو رحمت الٰہی سے ہمکنار کرے۔ تا کہ مسلمان تیری آمد پر مشرق سے مغرب شمال سے جنوب تک خوشی کے پھریرے اڑائیں۔ فقط

کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ؎

ہماری شام غربت پر بھی دو آنسو بہا لینا ۔۔۔ یہ صبح عید یاران وطن تم کو مبارک ہو

آہ اس کی آواز میں کس قدر درد، اور کتنا سوز ہے۔ شاید یہ کوئی پردیسی ہے۔ جس کو اس مبارک تقریب کے موقع پر وطن سے دور اور عزیز و اقارب اور دوست احباب سے جدا ہونے کا غم شاق ہو رہا ہے۔ اور ان کی یاد دل و جگر پر خنجر چلا رہی ہے۔ اور غربت کا صدمہ تمام خوشیوں پر پانی پھیرے دیتا ہے۔

اُف! غریب الوطنی بھی کس قدر جگر سوز اور دلدوز ہوتی ہے۔ نہ کوئی دوست ہے نہ آشنا نہ کوئی عزیز ہے، نہ قریب، نہ ہمدرد ہے، نہ یاور، نہ مددگار ہے، نہ غمخوار، زمین نئی، آسمان نیا۔ لوگ نئے، ملک نیا، رسم نئی رواج نیا، آدمی نئے لباس نیا۔ غرض ہر چیز سے اجنبیت اور ہر ذرے سے غربت ٹپکتی ہے۔ سچ ہے۔ اس مزے کو کچھ وہی جان سکتا ہے جس نے کبھی اپنی صبح وطن کو شام غربت سے بدلا ہو۔

ہاں وطن میرے پیارے وطن تیری دلچسپیاں و دلفریبیاں ہمیشہ قائم و برقرار رہیں۔ یقیناً تیری آغوش محبت میں زندگی بسر کرنا ہی حقیقی عید ہے۔ تیری جدائی میں نہ کوئی عید صحیح معنوں میں عید کہلا سکتی ہے۔ اور نہ کسی غریب الوطن کے دل کو اپنی خوشی سے گرما سکتی ہے۔

اور خوشی سے اترتے پھرتے ہیں۔ کوئی اپنی ترکی ٹوپی دکھا کر اس کی تعریف میں سرگرم ہے۔ تو کوئی اپنی ریشمی شیروانی کا سب ہجولیوں کے دلوں پر سکہ بٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ کوئی اپنی جوتی کی خوبصورتی پر شاداں ہے۔ تو کوئی اپنے رومال کی رنگینی پر نازاں۔

نوجوانوں پر نظر ڈالیے، تو وہ "مبارک سلامت" کے دو نگڑے میں کچھ اس طرح مست نظر آتے ہیں۔ کہ بمصداق ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی　　کچھ ہماری خبر نہیں آتی

اپنے آپ سے بھی بے خبر ہیں، کوئی اپنے ہجولیوں کے ساتھ باغ کی گلگشت کو جا رہا ہے۔ تو کسی نے اپنے دوستوں کے ساتھ سینما اور تھیٹر کی ٹھہرائی ہے۔ کوئی اپنے گھر میں احباب کی دعوت کا انتظام کر رہا ہے تو کسی نے باغیچہ میں عیش و نشاط کی محفل آراستہ کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ نوکر اور خدمت پیشہ لوگ گھر گھر جا کر اپنے آقاؤں سے سلام کر کے عید کا انعام حاصل کرتے پھرتے ہیں۔

غرض کچھ ہو۔ یا جوان، ادھیڑ ہو یا ضعیف، بادشاہ ہو، یا فقیر، امیر ہو یا غریب، ہر طبقہ اور ہر گروہ کے لوگ عید کی خوشی منا رہے ہیں، چہرے خوشی سے دمک رہے ہیں۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔ ایک دوسرے سے خوشی و خرمی کے ساتھ گلے مل رہے ہیں۔ اور عید کی خوشی نے تمام تردّدات و تفکرات اور رنج و آلام کو بھلا دیا ہے۔

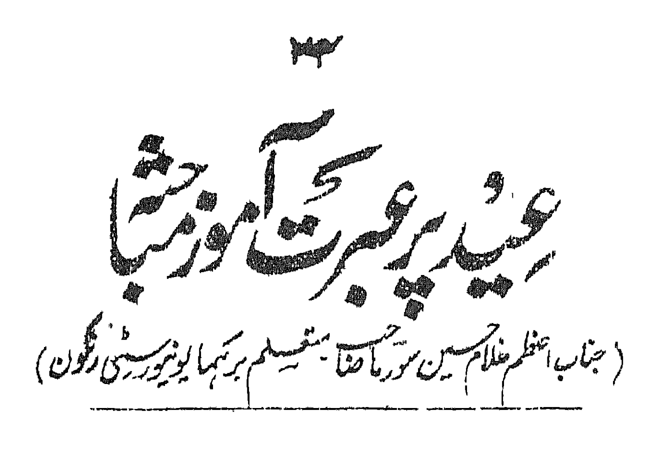
مگر یہ کون خدا کا بندہ ہے۔ جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس چہل پہل اور خوشی و خرمی سے الگ تھلگ کسی خیال میں محو ہو کر دین و دنیا سے بے خبر ہو رہا ہے۔ اس کا زرد چہرہ۔ اس کے قلبی رنج و کلفت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور میلے کچیلے کپڑے، بڑھے ہوئے ناخن، پریشان بال، بزبان حال اس کے دلی صدمات کی شہادت دے رہے ہیں۔ خدا جانے یہ کون غم کا مارا اور فلک کا ستایا ہے۔ اور اس پر وہ کون سا کوہ الم ٹوٹا، اور برق غم گری ہے۔ کہ یوم سعید بھی اس کی مرجھائی ہوئی کلی کو شگفتہ نہیں کر سکا۔ وہ دیکھیے اس نے آنکھیں کھولیں۔ ذرا کان لگا کے غور سے سنو۔ وہ کچھ بڑبڑا بھی رہا ہے۔ ہائے وہ کس حسرت کے ساتھ یہ شعر پڑھ رہا ہے

تکمیلِ فرض پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ اس لئے اس چاند کو دیکھکر ہر مسلمان کو قلبی مسرت ہوتی ہے
غالباً آپ بھی اس سے بیخبر نہ ہوں گے۔

مسٹر اسمٰعیل:۔ تمہارا یہ جواب عام مسلمانوں کے خیالات کی ایک حد تک ترجمانی ضرور کرتا ہے لیکن
مجھے افسوس اسکا ہے کہ عوام کی طرح تمہیں بھی اپنے بیان کردہ بیان کی معنوی حقیقت سے
اتنی ہی لاعلمی ہے جتنی کہ عوام میں پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کا ہر کام قدرتی و فطری اصولوں پر قائم
ہے چنانچہ چاند کے ظہور پر روزے رکھے جاتے ہیں اور چاند ہی پر ان مبارک ایام کا اختتام
ہوتا ہے۔ اب رہا چاند دیکھکر موجودہ مسلمانوں کا مسرور ہونا میرے نزدیک معنی خیز نہیں ہے البتہ
ماہ صیام کو دیکھکر شادماں ہونا ایک حد تک صحیح ہے۔ کیونکہ ان ایام میں کم از کم گناہوں سے اجتناب
و احتیاط کیا جاتا ہے۔ سیہ کاریوں اور بدکاریوں سے دوری اختیار کی جاتی ہے لیکن رویت
ہلالِ عید کے بعد وہ تمام روحانی خصوصیات کو طرفۃ العین میں تباہ و برباد کیا جاتا ہے اور ہلال
عید کی عظمت کو ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ یہ تمام خوشیاں ذلتوں کے
لئے ہوتی ہیں۔ یا مسلمانوں کی عظمت بڑھانے کے لئے؟

یعقوب:۔ یہ سب کچھ سچ ہے لیکن میں اتنا عرض کرنے کی جسارت کرونگا کہ آپ کی گفتگو پیچیدہ
اور الجھی ہوئی ہونے کے علاوہ بعض اوقات تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ آپ خود ہی اپنی گفتگو
پر غور فرمائیں تو آپ کو اس کا احساس ہو جائیگا۔ آپ نے جو اندازِ بیان اختیار فرمایا ہے
وہ کس قدر تکلیف دہ۔ سوہانِ روح اور عذابِ جان ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کے
ذہن میں عید کی صحیح اور معنی خیز تعریف محفوظ ہوگی لیکن اس کے اعلیٰ و ارفع ہونے کے یہ معنی
نہیں ہو سکتے کہ عید کی نوعیت ہی بدل دی جائے۔ آج تیرہ سو برس سے ہر مسلمان اپنی اپنی
حیثیت کے موافق عید کے موقع پر خوشیاں مناتا چلا آیا ہے۔ اور یہ خوشی منانا سنت سے
خلاف سنت کرنیوالوں کا جو حشر ہوتا ہے۔ غالباً آپ سے بھی پوشیدہ نہیں ہوگا۔

اسمٰعیل:۔ میں سمجھا۔ میرے اندازِ بیان سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔ تمہارا خیال صحیح ہے تم سچ کہتے ہو



میں تحفہ عید کیلئے مضمون لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ سال گذشتہ کے واقعات میرے ذہن میں آگئے جو میرے بھائیوں (یعنی اسمٰعیل غلام حسین سورما صاحب اور یعقوب محمد سورما صاحب) میں رویت ہلال عید کی مبارکبادی پر ایک دلچسپ اور سبق آموز بحث چھڑ گئی تھی اس بحث کو قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے من وعن نقل کئے دیتا ہوں ممکن ہے اس سے مسلمانوں کو کچھ فائدہ پہنچے۔ اعظم سورما

مسٹر یعقوب محمد سورما :- آپ نے عید کا چاند ملاحظہ فرمایا ؟

مسٹر اسمٰعیل غلام حسین سورما :- جی ہاں ! چاند کیا عامۃ المسلمین کی غلط مسرت تھی۔

مسٹر یعقوب :- عامۃ المسلمین کی غلط مسرت کو کم از کم آج کیلئے جانے دیجئے اور رویت ہلال عید پر مبارکباد قبول فرمائیے۔

اسمٰعیل :- مجھے حیرت ہے کہ تمہارے جیسا ہونہار طالبعلم اسقدر جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہے

یعقوب :- معاف فرمائیے۔ مجھے بظاہر آپ کے حیرت کی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ جہانتک میں آپ کے الفاظ کی معنویت کو سمجھ سکا ہوں۔ اس بنا پر یہ عرض کرونگا۔ کیا آپ رویت ہلال عید پر مبارکباد پیش کرنے کو جہالت تصور فرماتے ہیں ؟

اسمٰعیل :- رویت ہلال عید پر مبارکبادی دینا جہالت نہیں ہے بلکہ عید کی عظمت سے ناواقف ہوکر مبارکبادی دینا جہالت کے مرادف ہے۔

یعقوب :- رویت ہلال عید کے متعلق میں اسقدر واقف ضرور ہوں کہ یہ چاند مسلمانوں کو ان کے

مٹتے جاتے ہیں۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ عید کی خوشی اور پھر مسلمانوں کے عید کی خوشی روحانی ترقی و کامیابی پر ہوتی ہے یا نفسانی خواہشات کی تکمیل پر۔ تو یقیناً تمہیں یہی کہنا پڑیگا "روحانی کامیابی پر ہوتی ہے"۔ کیونکہ روزہ تزکیۂ نفس کی روح ہوتا ہے بشرطیکہ روزہ اصلی معنوں میں رکھا جائے۔ اور اسمیں کامیاب ہونا یقیناً روحانی مسرت ہے لیکن ذرا غور تو کرو کہ موجودہ مسلمانوں کی خوشی عذاب کا پیش خیمہ ہے یا روحانی مسرت کا؟

یعقوب:۔ آپکا اشارہ غالباً عامۃ المسلمین کے عام مشاغل کیطرف ہے۔

اسمٰعیل:۔ ہاں۔ لاؤ کیا مسلمانوں کے دولتمند اور امیر طبقہ پر ایک سرسری نظر ڈالو تو یقیناً تمہاری روح لرز جائیگی۔ ان میں ننانوے فیصدی فرعون فطرت و دشمن ملت۔ زانی۔ ظالم۔ دغاباز۔ مکار مفتری۔ فاسق۔ فاجر بلکہ اس سے بھی زیادہ صفات کے مالک نظر آئیں گے۔ ان کے نزدیک مذہب رسم و رواج سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ ان کی خوشی ان کا مافی الضمیر حاصل ہونے پر ہوتی ہے۔ اور ان کے مافی الضمیر کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ ایسے ظالموں کی خوشی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے ظالمانہ مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تم نے عید کے موقعوں پر دیکھا ہوگا۔ یہ تمام نہاد مسلمان جب عید کی خوشی منانے میں مصروف ہوتے ہیں تو کوئی بدکاری ایسی نہیں جس کی سو سو طریقہ سے نمائش نہ کیجاتی ہو۔ ان کی اس نمائش کا اثر متوسط و عوام الناس پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔

یعقوب:۔ آپ کا یہ فرمانا بالکل درست ہے درا صل خواہشاتِ نفسانی کا نام عید نہیں ہے بلکہ عید تزکیۂ نفس کا جوہر ہوتی ہے اور تزکیۂ نفس کا نتیجہ روحانیت و نورانیت سے ہمکنار ہونا ہے۔

اسمٰعیل:۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے تاثرات کی رو میں علمائے دین کی عید کو قطعی بھول ہی گیا ہمارے ان وارثانِ رسول کے حالات اگرچہ کہ محتاج تبصرہ نہیں ہیں مگر ان کی

مرا اندازِ بیان کسی قدر تلخ و ترش ضرور ہو گیا تھا۔ لیکن اس سے میرا منشا ہرگز یہ نہ تھا کہ تمہیں میرے الفاظ سے تکلیف ہو۔ بلکہ مسئلہ عید پر میرے احساسات نے مجھے اس قدر متاثر کیا ہے کہ میرے بیان میں قدرتاً تلخی و ترشی پیدا ہو گئی۔ تاہم مجھے افسوس ہے۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ مری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ عید کی حقیقی مسرت قلبِ مسلم سے سلب کر لی گئی ہے۔ اچھا! اس المناک منظر کو کسی اور وقت بصیرت کی آنکھوں سے دیکھا جائے گا اس وقت اس دل شکن داستان پر بحث کی ضرورت نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم بھی مری طرح کاوش و الجھن میں مبتلا ہو کر اس تماشا گن مسرت پر سینہ کوبی کرنا شروع کر دو لہذا میں تم کو تمہارے خیال کے موافق رویتِ ہلال عید پر مبارکباد دیتا ہوں۔

مسٹر یعقوب:۔ اسمٰعیل بھائی! میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کے ضمیر اور جذبات کا خون ہو۔ اور نہ میرے معروضہ کا یہ منشا تھا۔ یہ انتہائی ستم ہو گا کہ عید پر اتنی تیز و گرم گفتگو ہونے کے بعد میں عید کی حقیقت سے بےخبر رکھا جاؤں۔ آپ کی گفتگو نے میرے دل میں عید کی حقیقت کو معلوم کرنیکا ایک ایسا بےپناہ جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ اب آپ کی خاموشی کا ایک ایک لمحہ میرے اضطرابِ تحقیق میں طوفان برپا کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپکی بیان کردہ تعریفِ عید، میرے لئے باعثِ بصیرت ہو گی۔ اور یقیناً میں اس سے فائدہ حاصل کرونگا۔

اسمٰعیل:۔ اس وقت بھی مرا یہی خیال ہے۔ تم اُسکو نہ سنو تو اچھا ہے۔ مگر تمہارے اصرار و شوق سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرے بیان نہ کرنے پر تم ضرور خفا ہو جاؤ گے۔ لہذا سنو! لیکن بصیرت کے کانوں سے سنو اور دل کی آنکھوں سے دیکھو تو عید کی مسرت۔ دنیاوی شادمانی و شادمانی کامرانی سے اعلیٰ و ارفع نظر آئے گی۔ عید کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے [illegible] سمجھو۔ اور پھر غور کرو کہ عید الفطر کی بنیاد کیا مذہب کن تاثرات کے ماتحت [illegible] عام طور پر خوشی و انبساط، مسرت و بہجت، شادمانی و کامرانی کے

غریق میں ہوں۔ اس لئے بخوفِ خدا رو رہا ہوں"۔ ایک اور واقعہ عمر بن عبدالعزیزؒ کا سنو۔ آپکی
بیوی فاطمہ آپ سے فرماتی ہیں یا امیر المومنین! عید سر پہ آگئی ہے۔ بچوں کے پاس پھٹے پرانے
کپڑے ہیں۔ عام مسلمان بھی نئے کپڑے پہنیں گے۔ کیا خلیفہ زادے۔ ردی کپڑے پہنے ہوئے
عید کی نماز کو جائیں گے! خلیفہ ارشاد فرماتے ہیں "بیوی! مجھے خیال ہے میں نے بیت المال کے
خزانچی کو رقعہ بھیجا ہے کہ آئندہ ماہ کا حقِ خلافت اس ماہ میں بھیج دے۔ امید ہے کہ روپیہ آجائیگا
اسی اثنا میں ایک خادم آکر خلیفہ کو رقعہ دیتا ہے۔ اس کی تحریر یہ تھی ہے۔ آپ ہمارے امیر
ہیں۔ مجھے سرتابی کی مجال نہیں۔ لیکن جناب کو اگلے ماہ تک زندہ رہنے کا یقین ہے؟ اگر
نہیں ہے تو مال غربا کا حق کیوں پیشگی اپنی گردن پر حضرت لیتے ہیں! خلیفہ یہ پڑھکر
آبدیدہ ہوگئے۔ اور فرمایا کون جانتا ہے کہ موت کب آئے۔ یہاں تو ایک قدم اور ایکدم
کا بھی بھروسہ نہیں۔ خزانچی بالکل صحیح کہتا ہے۔ یہ رقعہ بیوی فاطمہ اور ان کے فرزندوں سے
بھی مخفی نہ رہا سب نے معاملہ کی اہمیت کو سمجھا اور صبر کیا حتی کہ عید پھٹے پرانے کپڑوں ہی میں ہوئی

کیا تاریخ اسلام کے سوائے کوئی تاریخ ایسے واقعات پیش کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں
مگر آہ۔ آج بھی وہی اسلام ہے۔ لیکن وہ مسلمان نہیں رہے جنکی نماز خدا خود پڑھتا تھا۔
جن کی ایک آواز دنیائے کفر و باطل کو فنا کردیتی تھی۔

یعقوب صاحب! اب ہمیں انصاف سے بتلاؤ کہ موجودہ مسلمانوں کا رمضان کے وداع و جدا ہونے
پر خوشیاں منانا اور ایسی خوشیاں منانا کیا لائق سینہ کوبی نہیں! رمضان میں روزے
رکھکر نمازیں پڑھکر دعائیں مانگ کر جو چیز حاصل کیگئی تھی اس کو یہ آن واحد میں اپنی ان
سیہ کاریوں اور بدکاریوں کے نذر کردیں گے جس کی ایک ایک تمنا کو سو سو طریقوں سے پوری کرنے
کی آرزو ہے۔ کیا اس عذاب الیم میں مبتلا ہونے کا نام عید ہے؟

اللہ اکبر! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ آپ محبوب رب العالمین اور رحمت للعالمین
ہوکر یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ عید اس کی ہے جو خدا کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ اور فاروق اعظمؓ

عید کی مسرت کے اسباب پر ایک سرسری نظر ڈالو تو تمہیں حیرت ہوگی کہ ان علمائے دین میں بھی ننانوے فیصدی ایسے ہی نظر آئیں گے جیسے کہ دولتمندوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی عالمانہ رعونت یعلم الملکوت کو نخاتِ رعونت کی تسلیم دے رہی ہے ان کا افتدار طلب انداز بیان ان کے ضمیر کی حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے۔ ان کا لباس شاہانِ عجم کی روایات کو زندہ کر رہا ہے۔ ہمارے یہ عالم دین وارثِ رسول ہو کر ریشم میں لپٹے ہوئے مُرغ زرّین بنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

مسٹر یعقوب:۔ آپ نے علمائے دین پر نہایت سختی کیساتھ اعتراض کیا ہے!

" اسمٰعیل:۔ یہ اعتراض نہیں ہے بلکہ واقعات تو ایک المناک داستان چاہتے ہیں۔ اُن کو فی الوقت بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اسوقت عید سے متعلق اسقدر عرض کرنا ہے کہ ہمارے یہ وارثان رسول فرماتے ہیں کہ " رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے واسطے سب سے زیادہ عید الفطر کا دن خوشی کیلئے مقرر فرمایا ہے"۔ اس میں کوئی شک نہیں مگر وہ عید اور اُس کی خوشی ابدی اور پائدار ہوتی ہے جسکو مسرتِ فردوسی کہاجاتا ہے۔ اب رہا کہ وہ خوشی کیسے حاصل ہوتی ہے اسکو خواجۂ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ " عید اُس کی نہیں ہے جو صرف نئے کپڑے پہنے۔ عید تو اسکی ہے جو خدا سے ڈرتا ہے"۔ سُنا تم نے یہ ارشاد آقائے دوجہاں مالکِ کون و مکان کا ہے۔ اب حضرت فاروق اعظمؓ کا ایک واقعہ سُنو۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عید کے دن دربارِ فاروق اعظمؓ میں حاضر ہوا تو دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے اور فاروق اعظمؓ اٹھ اٹھ آنسو رو رہے ہیں۔ کمال بیقراری، گریہ زاری کی حد سے زیادہ تھی۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین۔ آج عید کا دن ہے۔ حضور رو رہے ہیں۔ دوسرے شاداں ہیں۔ فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوہریرہؓ اگر یہ لوگ مقبول بارگاہ میں شمار ہوئے ہیں تو فرحت و مسرت بجا ہے اور جو مقام قبولیت سے ہٹا دئے گئے ہیں تو محل گریہ و زاری۔ آہ و بکا اور واویلا کا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کس

عید پر خون کے آنسو

(دلیل دنیا جناب محمد مصری صاحب فیضی۔ مالک کارخانہ تارا مارکہ نیل)

مسلمانوں کی عید نمائش کرنے، نئے لباس سے ملبوس ہونے، عطر لگانے، لذیذ غذائیں کھانے سے نہیں ہوتی۔ بلکہ مسلمانوں کی عید تو قربانی کا نتیجہ ہوتی ہے، جو اسلامی فرائض کی تکمیل کے بعد ظہور میں آتی ہے۔ اب وہ عید اور اس کی مسرت ہمیں تو کرہ ارض پر دکھائی نہیں دیتی۔ سال میں ایک دو دفعہ اس مسرت کی یاد تازہ کرنے کے لیے اس کے مقرر کردہ ایام آجاتے ہیں۔ تو مسلمان ان ناقابل بخشش گناہوں کے نذر ہو جاتے ہیں۔ جس سے اسلام اور بانی اسلام کی صریح توہین ہوتی ہے۔

ہم اپنے اس بیان کی تصدیق کے لئے قارئین کرام ہی کو منصف بنا کر انصاف چاہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے امرا کی زندگیوں پر اور ان مشاغل پر ایک سرسری نظر ڈالیں، جو عید کے موقع پر حصول مسرت کے لئے ہزاروں روپے خرچ کر کے عمل میں لائی جاتی ہیں، اور علماء کے ریشمی و رنگین لباسوں کیساتھ ان کی خودغرضانہ، فتنہ پرور فطرت کو ملاحظہ فرمائیں۔ غریبوں کی جہالت و مذہبی لاعلمی کو دیکھیں۔ جو عید کی خوشی حاصل کرنے کے لئے عمل میں لائی جاتی ہو۔

آہ! وہ عید جو اخوت کا سرچشمہ اور محبت اسلامی کا سمندر تھی، آج ہمارے جہنمی اعمال کی گرمیوں نے اس سمندر کو بالکل خشک کر دیا۔ پھر بھی ہم اس سراب عید کو سرچشمہ عید سمجھ رہے ہیں اہل دل کو تو عید کا نام سنتے ہی اپنی کھوئی ہوئی عظمت، برباد شدہ عزت، قابل تقلید اخوت یاد کر خون کے آنسو رلاتی ہے۔

کاش ہمارے علماء، امرا اور غربا اہل دل حضرات سے سبق حاصل کر کے عید کی سچی مسرت سے لطف اندوز ہوتے۔ جیسے کہ صحابہ کرامؓ و بزرگان دین عید کا لطف حاصل فرماتے تھے۔

جیسا جلیل القدر صحابی و خلیفہ یہ کہتا ہے کہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں مقبول فریق میں ہوں
یا غیر مقبول فریق میں۔ اور عمر بن عبد العزیزؒ کے فرزندوں کو دیکھو۔ خلیفہ زادے ہونے کے
باوجود ظاہری عید کو چھوڑ کر باطنی و روحانی عید سے مالامال ہوئے

عید آتی ہے تو اس لئے آتی ہے کہ مسلمانوں سے فرائض اسلام کی پابندی کی ضمانت لے
اخوت و اتحاد کا دستاویز حاصل کرے۔ کفر و باطل کو توحید و صداقت کے پیروں پر سرنگوں
رکھے۔ دنیا کو امن و محبت کا پیغام سنائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے روحانیت سے
ہمکنار رکھے۔ عید وہی ہے جس میں اللہ جل شانہٗ کی خوشنودی ہو۔ اور دین و دنیا
کی بھلائی نصیب ہو سکے۔ فقط

لیس للانسان الا ما سعیٰ

جب انسان اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اوس کام کو
پورا ہی کر دیتا ہے۔ چنانچہ حکیم محمد زبیر صاحب نے زمانہ کا رنگ دیکھ کر شفاخانہ فیض عام
میں ایک خیراتی مد بھی قائم کر دیا ہے۔ جو شخص مفت دوا لینا چاہیں اُن کو مفت دوا دی جاتی ہے
ہاں بعض مرض جنکا حکیمیہ علاج کرتے ہیں۔ اس دوا کی قیمت ضرور لیجاتی ہے۔ مثلاً نفث الدم
یعنی منہ سے خون آنا۔ ذات الجنب یعنی نمونیا۔ اختلاج قلب۔ مالیخولیا۔ جنون یعنی پاگل پن۔
ذہبر صادق یعنی پیچش۔ اختناق یعنی ہسٹریا وغیرہ وغیرہ کے سینکڑوں مریض صحت حاصل کر چکے
ہیں اسی وجہ سے دور دور کے مریض آتے رہتے ہیں۔

نوٹ:۔ شفاخانہ فیض عام میں ماسوا علاج و معالجہ کے ہر قسم کی مرکبات مثل معجون عرقیات
خمیرہ و شربات ہر وقت تیار بکفایت اور عمدہ و تازہ ملتے ہیں۔

المشتہر:۔ سردار خان مینیجر شفاخانہ فیض عام نمبر ۹۶ گلی نمبر ۲۳ رنگون

جہلم کے ملنا بھی ایک کرامت ہے [illegible]

اللہ تعالیٰ کو عجز بہت زیادہ پسند ہے [illegible]
کے سامنے عجز کے اسرار کا وہ نکتہ آفتاب ہو کر چمک ہوگا [illegible]
مقدس و مکمل کتاب کو بسم اللہ کی ب سے شروع فرما کر عجز [illegible]
وجود میں آتا ہے۔ تو سرنگوں ہو کر وجود میں آتا ہے۔ اس سے [illegible]
کو عجز کس قدر مرغوب و محبوب ہے۔ جب آپ نے عاجزی [illegible]
عید کا دن ہے۔ عید کی حقیقی مسرت حاصل کرنے [illegible]
توبہ کر کے اپنے حقیقی مالک سے مغفرت [illegible]

اے حاکم الحاکمین! ہماری سیاہ [illegible]
و عبادت، توبہ و ندامت ہرگز قابل قبول نہیں [illegible]
امت کو یہ یقین دلا چکی ہے کہ تمہارے گناہ [illegible]
مطلق! اس میں شک نہیں کہ تو نے بڑی بڑی قوموں کو [illegible]
جو آج بھی ہماری عبرت کے لیے سینۂ دہر پر پائندہ ہیں [illegible]
خوب جانتا ہے۔ ہم ان [illegible]
کار ہیں بدکار ہیں مگر تیرے بندے اور تیرے پیارے محبوب کی امت ہیں [illegible]
پھیر لے، اور ہمارے ایمانوں کو نور سے معمور فرما کر اسلامی خدمات کی توفیق عطا فرما [illegible]
عیوب کو دور فرما کر ایمان کی دولت سے سرفراز فرما، اے ستر ماؤں کی محبت رکھنے والے [illegible]
دور فرما کر ہم کو وہی اخوت و محبت عطا فرما جو آج سے تیرہ سو برس پہلے عطا فرمائی [illegible]
شہنشاہ ہم کو پیروی توحید کی طاقت عطا فرما جس سے [illegible]
کا خاتمہ کر کے دنیا میں امن قائم کریں اے بے نیاز مالک! ہم نیاز مندوں [illegible]
و کامران فرما تاکہ ہم عید کی حقیقی مسرت سے لطف اندوز ہوں۔



(تحریر از جناب سید شبیب صاحب ہاشمی حیدر آبادی صدر مجلس احرار رنگون)

عید در اصل اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا دوسرا نام ہے، اور خوشنودی حاصل کرنیکا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ماتحت کر دیں اور اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سپرد کر دینے ہی کو دعا کہتے ہیں۔ دعا انسانی روح کی صدا ہے جو صفائی قلب اور حصول نیکی کے لئے بارگاہ رب العزت میں آہ و زاری کرتی ہے۔ دعا کی عظمت و طاقت کا مقابلہ اگر تمام دنیا کی طاقتیں ملکر کرنا چاہیں۔ تو دعا ہی کو کامیابی ہوگی۔ ہزار سالہ ریاضتیں و عبادتیں صرف ایک دعا کے آگے ہیچ نظر آتی ہیں۔ بشرطیکہ تمام ناپاک خواہشیں اور گذشتہ گناہوں سے توبہ کر کے خضوع و خشوع کیساتھ دعا کی جائے تو اللہ جل شانہ ان لوگوں پر اپنی رحمتیں و برکتیں نازل فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں تریسٹھ دعائیں مذکور ہیں، ہر دعا سے اللہ جل شانہ کی عطا و بخشش رحمت و شفقت کا تسلی بخش ثبوت ملتا ہے۔ پارہ دوم، سورۃ البقرہ، رکوع ۲۳ میں ارشاد ہے: "کوئی دعا کرنیوالا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کو قبول کرتا ہوں، لوگوں کو بھی چاہیئے کہ میرا حکم مانیں۔ ایمان پر قائم رہیں اسی سیدھا راستہ پانے کی امید رکھیں"۔ دوسری جگہ پارہ ۸ الاعراف رکوع ۷ میں ارشاد ہوتا ہے۔ "اپنے مالک کو گڑگڑا کر چپکے چپکے پکارو، وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔

دعائے مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دعا بہت پسند ہے، اور وہ دعا کو قبول فرمانیکا وعدہ فرماتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو آداب دعا کے راز سے آگاہ کرتے ہوئے عجز و نیاز ایمان بالیقین کی تلقین فرماتا ہے۔ دراصل جس کا یقین و ایمان کمزور و ناتواں ہو، اس کو کبھی دلی اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ عجز کی طاقت کی بھی ایک حیرت انگیز طاقت ہے۔ مفتی حیدر آبادی نے سچ کہا ہے۔ ؎

اس سے دنیا مرید ہوتی ہے — جبکہ کے ملنا بھی رکے کرامت ہے

اللہ تعالیٰ کو عجز بہت زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ہی کی ابتدا کو ملاحظہ فرمائیے تو آپ کے سامنے عجز کے اسرار کا وہ نکتہ آفتاب ہو کر پیش ہوگا جس کو اللہ جل شانہ نے قرآن حکیم جیسی مقدس و مکمل کتاب کو بسم اللہ کی ب سے شروع فرما کر عجز کی ہدایت فرماتا ہے۔ حرف ب جب عالم وجود میں آتا ہے۔ تو سرنگوں ہو کر وجود میں آتا ہے۔ اس سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کو عجز کس قدر مرغوب و محبوب ہے۔ جب آپ عاد عجز کی عظمت و مرتبہ کو سمجھ چکے۔ تو آؤ! آج عید کا دن ہے۔ عید کی حقیقی مسرت حاصل کرنے کے لئے نہایت عجز کے ساتھ گذشتہ سیاہ کاریوں سے توبہ کرکے اپنے حقیقی مالک کے حضور میں دعا کے لئے دامن پھیلا کر عرض کریں۔

اے احکم الحاکمین! ہماری سیاہ کاریاں ناقابل بخشش صورت اختیار کر چکی ہیں، ہماری طاعت و عبادت، توبہ و ندامت ہرگز قابل قبول نہیں۔ مگر اے ارحم الراحمین! تیری رحمت تیرے محبوب کی امت کو یہ یقین دلا چکی ہے۔ کہ تمہارے گناہ صرف ایک توبہ پر معاف کر دیئے جائیں گے۔ اے قادر مطلق! اس میں شک نہیں کہ تو نے بڑی بڑی قوموں کو ذری ذری خطا پر بے پناہ سزائیں دیں جو آج بھی ہماری عبرت کے لئے سینۂ دنیا پر کندہ ہیں مگر اے سمیع و بصیر تو ہمارے دلوں کے حال کو خوب جانتا ہے۔ ہم انسان ہیں تو رحمان ہے تجھے ہماری حالت پوشیدہ نہیں۔ ہم گنہ گار ہیں سیاہ کار ہیں بدکار ہیں مگر تیرے بندے اور تیرے پیارے محبوب کی امت میں ہیں ہمارے دلوں کو اپنی طرف پھیر لے، اور ہمارے ایمانوں کو نور سے معمور فرما کر اسلامی خدمات کی توفیق عطا کر۔ اے ستار العیوب ہمارے جملہ عیوب کو دور فرما کر ایمان کی دولت سے سرفراز فرما، اے ستر ماؤں کی محبت رکھنے والے! ہمارے اختلافات کو دور فرما کر ہمکو وہی اخوت و محبت عطا فرما، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے عطا فرمایا تھا۔ اے شہنشاہوں کے شہنشاہ ہمکو پھر وہی توحید کی طاقت عطا فرما جس سے یہ تیرے ناچیز بندے کفر و باطل ظلم و ستم کا خاتمہ کر کے دنیا میں امن قائم کریں، اے بے نیاز مالک! ہم نیازمندوں کو دین و دنیا میں شاد مانی و کامرانی فرما۔ تاکہ ہم عید کی حقیقی مسرت سے لطف اندوز ہوں۔



(تحریر: جناب سید حبیب صاحب ہاشمی حیدرآبادی صدر مجلس احرار رنگون۔)

دعا دراصل اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا دوسرا نام ہے، اور خوشنودی حاصل کرنے کا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ماتحت کردیں اور اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سپرد کر دینے ہی کو دعا کہتے ہیں۔ دعا انسانی روح کی صدا ہے جو صفائی قلب اور حصول نیکی کے لیے بارگاہ رب العزت میں آہ و زاری کرتی ہے۔ دعا کی عظمت و طاقت کا مقابلہ اگر تمام دنیا کی طاقتیں مل کر کرنا چاہیں۔ تو دعا ہی کو کامیابی ہوگی۔ ہزار سالہ ریاضتیں و عباداتیں صرف ایک دعا کے آگے ہیچ نظر آتی ہیں۔ بشرطیکہ تمام ناپاک خواہشوں اور گذشتہ گناہوں سے توبہ کرکے خضوع و خشوع کیساتھ دعا کی جائے تو اللہ جل شانہ ان لوگوں پر اپنی رحمتیں و برکتیں نازل فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ترسیٹھ دعائیں مذکور ہیں، ہر دعا سے اللہ جل شانہ کی عطا و بخشش رحمت و شفقت کا تسلی بخش ثبوت ملتا ہے۔ پارہ دو ۲، سورۃ البقرہ ۲، رکوع ۲۳ میں ارشاد ہے: "کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ لوگوں کو بھی چاہیئے کہ میرا حکم مانیں۔ ایمان پر قائم رہیں۔ سیدھا راستہ پانے کی امید رکھیں"۔ دوسری جگہ پارہ ۸ الاعراف رکوع ۷ میں ارشاد ہوتا ہے: "اپنے مالک کو گڑگڑا کر چپکے چپکے پکارو، وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔

دعائے مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دعا بہت پسند ہے، اور وہ دعا کو قبول فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو آداب دعا کے راز سے آگاہ کرتے ہوئے عجز و نیاز، ایمان و یقین کی تلقین فرماتا ہے۔ دراصل جس کا یقین و ایمان کمزور و ناتواں ہو، اس کو یکسوئی و اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ عجز کی طاقت کی بھی ایک حیرت انگیز طاقت ہے۔ صفی حیدرآبادی نے سچ کہا ہے۔ ؎

سرد ہوگا۔ لقمان حضرت داؤدؑ کے پاس جایا کرتے تھے، اور داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے
لقمان کو معلوم نہ ہوا اور چاہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے دریافت کریں لیکن پوچھا نہیں۔ یہاں تک
کہ زرہ بن گئی، اور داؤد علیہ السلام نے خود ہی فرمایا کہ یہ لڑائی کا کیا اچھا لباس ہے۔ لقمان کو اب معلوم
ہوگیا۔ اور جی میں کہنے لگے کہ خاموشی حکمت ہے لیکن کسی کو اس کی طرف رغبت نہیں۔

زبان سے بہت سی باتیں فضول اور بیہودہ نکلتی ہیں۔ اور جو کچھ تم کہو فرشتہ اس کو لکھ لیا کرتا ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید

زبان سے ایسی باتیں بھی نکلتی ہیں، جو محض باطل اور معصیت پر مبنی ہوتی ہیں۔ مجلس میں دو آدمی
ہوں تو ایک دوسرے کو باتیں کرتے کرتے گالی دینے لگتا ہے۔ یا کوئی شخص جھوٹے قصے اور فحش
داستانیں سناتا ہے جس سے ہنسی آئے، یہ تمام باتیں معصیت میں داخل ہیں۔

فحش کہنا بھی نہایت بُرا ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت حرام ہے اس شخص
جو فحش کہتا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے اس پر لعنت ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ایسا
کام کون کرتا ہے؟ فرمایا کہ جو شخص دوسروں کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تاکہ وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیں
کسی پر لعنت بھیجنی بھی مذموم ہے، خواہ کوئی جانور ہو، خواہ کیڑا ہو، خواہ انسان ہو۔ حضرت رسول
اللہ فرماتے ہیں کہ مومن لعنت نہیں کرتا۔ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی پر لعنت کی حضور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے ابوبکر تم صدیق ہو، اور لعنت بھیجتے ہو، تمہیں ایسا نہیں چاہیے
قسم ہے رب الکعبہ کی تم صدیق ہو اور لعنت بھیجتے ہو تمہیں نہیں چاہیے۔ اس طرح تین دفعہ فرمایا، حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے توبہ کی، اور اس کے کفارہ میں غلام آزاد کیا۔ اس لئے لوگ لعنت نہیں بھیجنی چاہیے
البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں، فاسقوں پر لعنت ہو، شرع میں جن لوگوں پر لعنت آیا ہوا ان پر بھی لعنت بھیجنی روا
ہے، لیکن کسی شخص کو یہ کہنا کہ تجھ پر لعنت ہو، یہ جائز نہیں۔ ہاں فرعون اور ابوجہل پر لعنت بھیجنا روا ہے، لیکن کافر
کو بھی یہ کہنا کہ تجھ پر لعنت ہو، اس لئے جائز نہیں کہ شاید وہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے

زبان

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی آدم کی بہت سی خطائیں زبان کی وجہ سے ہوتی ہیں اور فرمایا کہ زبان کی آسان ترین عبادت خاموشی اور خوش خلقی ہے۔ اور فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس سے کہدو کہ وہ سوا نیک کہنے کے کچھ نہ کہے یا خاموش رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے جس سے بہشت نصیب ہو، فرمایا کہ خاموش رہا کرو، اس نے عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے، تو فرمایا اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہا کرو۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی مومن کو خاموش و باوقار دیکھو تو اسکی ہم نشینی اختیار کرو۔ کیونکہ اس میں حکمت ہوگی۔ اور فرماتے ہیں کہ جو شخص بہت کہنے والا ہے بکی ہوتا ہے اس سے بہت سی خطائیں ہوتی ہیں، اور جس سے بہت سی خطائیں سرزد ہوتی ہیں، وہ آتش دوزخ کے لائق ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق منہ میں پتھر رکھ لیا کرتے تا کہ بات نہ کر سکیں۔

زبان سے بہت سی بری باتیں ہوتی ہیں جن کا کہدینا تو آسان ہے، مگر اچھے برے میں تمیز کرنا نہایت دشوار ہے، اور خاموشی ان آفتوں سے بچاتی ہے۔ آدمی کو دلجمعی حاصل ہوتی ہے۔ اور ذکر و شغل میں مصروف ہو سکتا ہے گفتگو چار قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) جس میں ضرر ہی ضرر ہو۔ (۲) جس میں ضرر بھی ہو اور نفع بھی (۳) نہ ضرر ہو اور نہ فائدہ۔ یہ فضول گفتگو ہے جو وقت کو ضائع کرتی ہے۔ (۴) جس میں نفع ہی نفع ہو۔

بعض باتیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ اگر کہی جائیں تو بظاہر کوئی نقصان نہیں معلوم ہوتا، لیکن وہ کسی نہ کسی ضرر تک پہنچا دیتی ہیں، مثلاً اگر کسی سے پوچھو کہ کیا تم نے روزہ رکھا ہے، اگر سچ کہے تو اظہار عبادت ہوا، اور جھوٹ کہے تو گنہگار۔ اور یہ گناہ تمہاری وجہ سے ہوا۔ اسی طرح کسی سے اگر پوچھو کہاں سے آ رہے ہو اور کیا کر رہے تھے، اگر وہ اپنے کام کو ظاہر نہ کر سکے، اور جھوٹ کہے تو اس کا وبال بھی تمہارے

۷۸۶
۹۲

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و آلہ و بارک و سلم

عرضِ تمنّا

از حضرت تمنا عمادی مجیبی پھلواروی

جہاں میں ہیں بہت قومیں بہت فرقے، بہت مذہب — ہر اک کا اک نیا اک مقصد، ہر ایک کا اک نیا اک مطلب
ہر اک میں سب برے ہی ہیں نہ اچھے ہی ہیں سب کے سب — کوئی ہے نغمہ سنجِ عیش، کوئی آہِ غم بر لب

ہر اک اپنے کو اچھا ہی سمجھتا ہے زمانے میں
روش میں خلق میں، مذہب میں، ملت میں گھرانے میں

بظاہر ہے تو ہر طبقے میں نیکوکار ہی ہر کوئی — نہ بد ظرفی نہ بد خلقی نہ بدکاری، نہ بدگوئی
ہر اک مسرور ہے ایک ایک کی کرتا ہے دلجوئی — مگر دیکھے نگاہِ غور سے دیکھے ذرا کوئی

تو بول اٹھے کسی دل میں اب ایماں ہی نہیں شاید
جنہیں انساں میں کہتا ہوں وہ انساں ہی نہیں شاید

بُروں کو بھی بھلا دو چار کہتے ہیں یہ دیکھا ہے — جو اچھے ہیں بُرا کوئی نہ کوئی ان کو کہتا ہے
غرض اچھا تو اچھا جو بُرا ہے وہ بھی اچھا ہے — بُرا ہے وجہ کہنے کا کسی کو ان سے کیا ہے

مگر ہاں سابقے جس کو پڑے ہوں بس وہی جانے
کرے تفتیشِ حالت جب کوئی سب کی تو پہچانے

مرض کی ہوتی ہے تشخیص دنیا میں علامت سے — جہاں کا حال سمجھو امن و بے امنی کی حالت سے
بڑی شے ہے یا کہ خلقت شئے سمجھو اس کو خلقت سے — وہ سمجھو اس کی کلفت یہ جانو اس کی راحت سے

عذاب اللہ کا آتا ہے رفتہ رفتہ رہ رہ کر
زبانِ حال سے لوگوں کو سمجھاتا ہے کہہ کہہ کر

شعر کہنا بھی زبان سے متعلق ہے۔ لیکن یہ حرام نہیں ہے کیونکہ لوگوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھے ہیں لیکن کسی کی جھوٹی تعریف یا کسی مسلمان کی مذمت کرنی جائز نہیں ہاں تشبیہہ
و استعارہ کی خوبی کیساتھ ضرورت سے زیادہ نہ ہو تو بری نہیں، کہ یہ شعر کی خوبی ہے، اسکو حرام نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس قسم کے
اشعار بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں نے پڑھے ہیں۔

ٹھٹھا مذاق بھی اچھا نہیں ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، ہاں کبھی کبھی اور وہ بھی
سچائی کیساتھ نیک خوئی سے کیا جائے تو مباح ہے نیک خوئی اور سچ کی شرط اسلئے ہے کہ عادت اور پیشہ نہ ہو جائے
مذاق اوقات خراب کرتا ہے، اس سے ہنسی بہت آتی ہے اور بہت ہنسی دل کو مردہ بنا دیتی ہے ٹھٹھے سے ہیبت و
وقار جاتا رہتا ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مزاح کرتا ہوں لیکن سوائے سچ کے نہیں کہتا،
جس مذاق سے ہنسی بہت آئے وہ مذموم ہے ہنسی مسکراہٹ سے بڑھنی نہ چاہئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہنستے تھوڑا اور روتے بہت حضرت عباس کہتے ہیں جو شخص گناہ کر کے ہنسیگا، دوزخ میں جاکر روئیگا

کسی کی ہنسی اڑانا اور اس کے قول و فعل کو نقل کرنا جس سے ہنسی آئے بہت برا ہے۔ اور جب وہ شخص رنجیدہ
ہو تو حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کسی کی غیبت کرتا ہے، ایسے فعل شنیع کی نسبت جس سے
اس نے توبہ کر لی ہو تو جبتک وہ اس گناہ میں مبتلا نہ ہو نہیں مرتا۔ آنحضرت نے کسی ایسے امر پر بھی ہنسنے سے منع فرمایا ہے
جو ہر ایک سے صادر ہوا کرتا ہے۔ اور فرمایا ہے جو لوگ دوسروں پر ہنستے ہیں، قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھولدیں
گے، اور ان کو بلائیں گے، وہ آئیں گے تو دروازہ بند کر دیں گے، وہ واپس ہو کر جانے لگیں تو پھر ان کو بلائیں گے
وہ آئیں گے تو پھر دروازہ بند کر دینگے جب تین دفعہ ایسا کیا جائیگا، تو وہ سمجھ جائینگے کہ ہماری خفت کیجا رہی ہے، اور خود
پر ہنسنا، اور اس شخص پر ہنسنا جو رنجیدہ نہ ہوتا ہو حرام نہیں ہے حرام تو اسوقت ہے کہ ہنسنے سے دوسرا شخص رنجیدہ ہو۔

سلیمان ابن جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا، کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو فرمایا کار
خیر کو حقیر نہ سمجھو، اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آؤ اور جب کوئی شخص تمہارے پاس سے چلا جائے
تو اسکی غیبت نہ کرو حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مرے وہ بہشت میں سب سے
آخر میں جائیگا۔ اور جو توبہ نہ کرکے مرے، وہ پہلا شخص ہوگا جو دوزخ میں جائیگا۔



غمخوارِ ملت رئیس العلماء حضرت مولینا الطاف حسین صاحب حالیؒ

مہِ صیام گیا۔ اور روزِ عید آیا / خوشی کا عید کی حق ہر کوئی بجا لایا

کیا خدا کا ادا شکر روزہ داروں نے / کہ اپنے صبر کا انعام جس نے بھر پایا

رہینِ منتِ ساقی ہیں بادہ خوار تمام / کہ تیس روز کے پیاسوں کا روزہ کھلوایا

گئے ہیں ایسے مساجد سے شگفتہ خوش خوش / کہ طفل جیسے ہو مکتب سے چھوٹ کر آیا

شگفتہ جاتے ہیں اس طرح عید گاہ سے لوگ / کہ گنج انہوں نے ہو گویا خرابہ میں پایا

حسین چاؤ میں پھولے نہیں سماتے آج / کہ دن خدا نے منالیق کا ان کو دکھلایا

عزیز دوست گلے ملتے پھرتے ہیں باہم / خدا نے سینکڑوں روٹھوں کو آج منوایا

حکیم ہیں متفکر نہ زاہد افسردہ / خوشی نے دی ہے زمانے کی کچھ پلٹ کایا

غنی ہیں شاد ہیں مست اور گدا ہیں جاگمست / ہر ایک خوان سے منعم نے سب کو چکھوایا

ادھر ہے فصلِ بہاری ادھر ہے عید الفطر / سماں نشاط کا ہر شہر و دشت پہ چھایا

کھلے ہیں اس کے عوض دشت میں کروڑوں پھول / جو غم سے شہر میں آج ایک دل ہے کملایا

ہزاروں سرو خراماں ہیں شہر میں ہر سو / جو دشت میں کوئی پودا ہے آج مرجھایا

اگر خوشی کا زمانے کی ہے یہی عالم / تو سمجھو غم کا عوض غم زدوں نے بھر پایا

مگر رعایتی یہ انبساط ہے سب ہیچ / اس انبساط پہ غافل ہے جو کہ اترایا

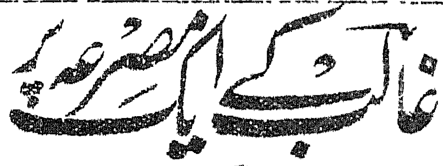
فریفتہ ہوئے جا ایسی ایسی خوشیوں پر / انہوں نے آب کا دھوکا سراب پر کھایا

خوشی ہے حسن عبادت وہ ہے خوشی انکی / جنہوں نے خلق میں ذکرِ جمیل پھیلایا

یہ سب کیوں ہیں یہ سب کیا ہے کوئی ہم کو یہ بتلا دے — یہ آلی البعض یا سں البعض کا مفہوم سمجھا دے
تسلط غیر کا کیوں ہے ذرا ارشاد فرمائے — یہ ہے مالک کی تنبیہیں کہ دنیا ہوش میں آئے
خدا کو بھول کر جو چاہتے ہیں لوگ کرتے ہیں
محبت ہے جو دنیا کی تو اک مرنے سے ڈرتے ہیں

مگر اللہ ری غفلت کہ ہیں بےفکر اس پر بھی — ہوئے ہرچند رسوا بھی رہے ہرچند مضطر بھی
پڑے سو بار دھکے بھی لگی سو بار ٹھوکر بھی — نہ جاگے ہیں نہ جاگیں گے اگر ہو شورِ محشر بھی
سمجھتے ہیں گئی دنیا تو جائے عاقبت تو ہے
بلا سے غرقِ عصیاں ہیں یقیں مغفرت تو ہے

تماشا آہ! میری قوم کا ہی طرفہ بدعت ہے — نہ اس کو ہے غمِ کلفت نہ کچھ پروائے راحت ہے
عمل کچھ بھی نہیں لیکن فقط مشتاقِ جنت ہے — انھیں بھی کرتی ہے بدنام نادان جن کی امت ہے
مسدس کیا جگانے کی ہو اک تدبیر ہلکی سی
دکھائی اس کی بےفکری کی اک تصویر ہلکی سی



(حضرت مقصود دوست پوری)

کارفرمائی ہو یہ صانعِ مطلق تیری — ورنہ خورشید سے عالم میں چراغاں ہونا
تیری حکمت کے ہے لائق دلیل بیّن — قطرۂ آب کا اب گوہرِ تاباں ہونا
تیری قدرت کا کرشمہ ہے اور تو قرباں — بن کے گُل خاک کا زینتِ گلستاں ہونا
فیض اے مہرِ حقیقت ہے ترے پرتو کا — مثلِ خورشید یہ ذرّہ کا درخشاں ہونا
شاملِ حال ہو مقصود جو حق کی رحمت
لاکھ ساماں ہیں اک بے سروساماں ہونا

عید کی فرمائش

(علامہ سر اقبال کی مشہور نظم)

یہ شالامار میں اک برگِ زرد کہتا تھا
گیا وہ موسمِ گل جس کا رازدار ہوں میں

نہ پائمال کریں مجھکو زائرینِ چمن
انہیں کی شاخِ نشیمن کی یادگار ہوں میں

ذرا سے پتے نے بیتاب کر دیا دل کو
چمن میں آکے سراپا غمِ بہار ہوں میں

مجھے قسم ہے نظامی! مدینے والے کی
ہمیشہ ماتمِ ملت میں اشکبار ہوں میں

خزاں میں مجھکو رلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہوں میں

اجاڑ ہوگئے عہدِ کہن کے میخانے
گذشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں

سرودِ مرغِ نوا ریز و ہمنشینیِ گل
مرے نصیب کہاں غنچۂ مزار ہوں میں

پیامِ عیش و مسرت ہمیں سناتا ہے
ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے

قطعۂ عید

(جناب قاری عبدالرحیم صاحب فائق اعظم گڑھی شاگرد حضرت العلامہ عقیل صاحب امروہوی مدظلہ)

کیا خوب لطف آتا ہے گفت و شنید کا
بڑھتا ہے اور مل کے گلے شوقِ دید کا

فائق نہیں ہے ایسا کسی دن کا مرتبہ
اسلام میں جو مرتبہ ہے روزِ عید کا

دیگر

نصیب جاگتے گر اس کی دید ہو جاتی
ہماری زندگی بھی با امید ہو جاتی

جو ہم سے آپ بھی ملنے کو آتے عید کے دن
سرور ہوتا ہماری بھی عید ہو جاتی

جنھوں نے دین کے گرتے ستون کو تھاما — جنھوں نے قوم کے افسردہ دل کو گرما

جنھوں نے خلق سے اپنا بنایا غیروں کو — جنھوں نے لطف سے وحشی دلوں کو پرچایا

خبر مریضوں کی لی، جاہلوں کو دی تعلیم — کھلایا بھوکوں کو بے پوششوں کو پہنایا

ہوا زمین پہ جس سال آسماں ممسک — مینھ اپنی داد و دہش کا انھوں نے برسایا

ہوا نے دہر اگر ہو گئی کبھی فاسد — فضا نے دہر کو خلق حسن سے مہکایا +

سدا غریبوں کی امداد پہ ہیں جو تیار — لیا سنبھال اسے جس نے ہاتھ پکڑایا

ہمیشہ مانگنے والوں کو بے دریغ دیا — نہ مانگ سکتے تھے جو اُن کے گھر پہنچایا

نہ سمجھا آپ کو اک پاسبان سے بڑھ کر — انھوں نے لطف حکومت اسی میں کچھ پایا

نہ پائی کھانے میں لذت نہ چین سے سوئے — ستم رسیدہ کا جب تک کہ حق نہ دلوایا

دعا میں شیر مگر وقت رسم مور ضعیف — کسی کی آہ سنی اور دل اُن کا بھر آیا

وہ سمجھے یہ کہ کوئی قافلہ ہوا تاراج — جو دشت راہ میں پتا کسی نے کھڑکایا

وہ چونک اٹھے کہ گویا قیامت آپہنچی — جو در پہ آ کے کوئی دادخواہ چلایا

نشاط و عشرت جاوید کی ہے ان کو نوید
دل ایسا جن کو عنایت خدا نے فرمایا

رباعیات

(حضرت امجد مدظلہ حیدر آبادی)

گو رشتۂ ناسزا ہوں ربی ربی — رحمت پہ تری فدا ہوں ربی ربی
عبدی عبدی ادھر سے آتی ہو صدا — میں در در میں کہہ رہا ہوں ربی ربی

دامانِ گناہ چاک ہوا جاتا ہے — نفس سرکش ہلاک ہوا جاتا ہے
مسلم کیلئے عجیب قسمت ہو ناز — سر خاک پہ رکھ کے پاک ہوا جاتا ہے

شکوۂ عید

فخر احرار جناب سید حبیب صاحب ہاشمی حیدرآبادی صدر مجلس احرار رنگون تلمیذ مسیح برما حضرۃ العلامہ
(حکیم عیش مدظلہ)

عظمت تھی عیاں جس سے توحید و رسالت کی ؎ ڈالی تھی سلف نے جو بنیاد اخوت کی
دکھلا نہیں دیتی وہ شان محبت کی ؎ جس نے کہ زمانے تک ہر دل پہ حکومت کی
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

آنے کی خبر تیرے ملتی ہے مجھے جس دم ؎ بچھتی ہے میرے دل کے میداں میں صف ماتم
عظمت رفتہ کا یاد آتا ہے وہ عالم ؎ ہو جاتا ہوں میں غم سے اس وقت سراپا غم
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

بتلا تو کہاں ہیں وہ اسلام کے سودائی ؎ دکھلا تو کہاں ہیں وہ انجام کے شیدائی
تھی ٹھوکروں میں جن کے وہ شوکت دارائی ؎ تھی صورت دیں جن کی کچھ اور ہی رعنائی
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

کچھ ایسی ضیا اس کے انوار جبیں سے تھی ؎ اس عرش کو بھی عزت اس خاک نشیں سے تھی
عزت تھی دو عالم میں تو دین مبیں سے تھی ؎ اس خانۂ عالم کی رونق تو مکیں سے تھی
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

بکھرا ہوا کچھ ایسا شیرازۂ ملت ہے ؎ اسلام کی عزت ہے باقی نہ صداقت ہے
الحاد کا دور ہے باطل کی حکومت ہے ؎ چھایا ہوا دنیا پر کفر و ضلالت ہے
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

مسلم کی عقیدت میں ایمان کہاں ہے اب ؎ ایمان صداقت میں وہ جان کہاں ہے اب
اسلام کی رونق کا سامان کہاں ہے اب ؎ وہ آن کہاں ہے اب وہ شان کہاں ہے اب
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

دل چاک جگر غم سے مصروف فغاں ہو کر ؎ دل کیوں نہ اڑے میرا آہوں کے دھواں ہو کر
یوں خوار ہوں عالم میں خاکم بدہاں ہو کر ؎ اجڑا ہی چمن میرا پامال خزاں ہو کر
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

نگارِ عید

مسیح پرا حضرت العلامہ مولانا حکیم عیش مدظلہ صدر جمعیۃ العلماء بہار

اللہ رے تجلّیِ حسنِ نگارِ عید — ہے قلب تک ضیائے رخِ نور بارِ عید

کلیاں تمام رحمت و غفراں کی کھل گئیں — لائی نسیمِ فضل جو بادِ بہارِ عید

جو تھے نشادِ ریمِ طاعت وہ تر گئے — تر سے نکال لائے دُرِ شاہوارِ عید

سرشارِ ساغرِ کرم و رحم و عفو ہیں — ہیں کیسی اچھی پیتے ہیں جو میگسارِ عید

لائے ہیں ایسا بس سے سرور و سرور و نشاطِ عیش

میرے سر آنکھوں پہ ہے قدم کامگارِ عید

خطاب بہ مسلم

(جناب عبد الحکیم صاحب انجم تلمیذ حضرت العلامہ عیش مدظلہ)

ہو رہے ہیں آج کل جن پر مظالم ہر طرف — ہو گیا ہے عرصۂ ادبار میں جن کا شرف

جن کی محکومی کے چرچے محفلِ عالم میں ہیں — جن کی خواری سے زمین و آسماں ماتم میں ہیں

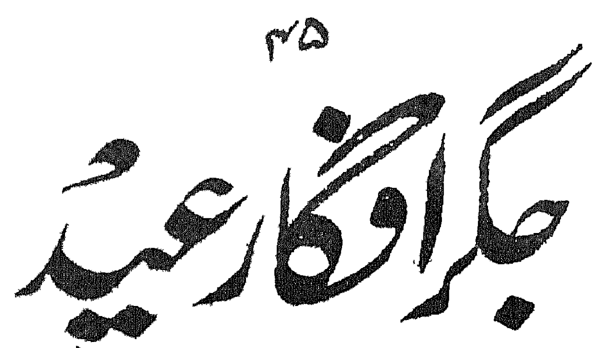
جن کی ہر تذلیل ننگِ اکتسابِ زندگی — پڑ گیا جن کا لقب ناکامیابِ زندگی

جن کی ملت میں نظر آتا ہے رنگِ انتشار — گلستاں جن کا ہے محرومِ نسیمِ زندگی

عید! تو ہے آج جن کی زیب و زینت کا سبب — عید! تو تھی پہلے جن کی جاہ و حشمت کا سبب

ان مسلمانوں کو دے تنظیمِ ملت کا سبق

سعی و استقلال و جانبازی و ہمت کا سبق



(از جناب محمد رحمت خاں صاحب رحمت گونڈوی تلمیذ حضرت ہاشمی حیدرآبادی)

وصف کرتا ہے جگر افگارِ عید
سن بیانِ مسلمِ غمخوارِ عید

یاد آئی پھر مری عظمت مجھے
دل بھر آیا دیکھ کر آثارِ عید

عید تو آزاد انسانوں کی ہے
مسلمِ ہندی نہیں حقدارِ عید

ہوش میں آ ہوش میں آ ہوش میں
بیخودی اچھی نہیں سرشارِ عید

بے خبر جلد اس کی اب اک چارہ گر
جان سے جانے کو ہے بیمارِ عید

قرض لیکر عید کرنے والے دیکھ
تن پہ ہے جو جامۂ زرتارِ عید

مفلس و محتاج ہے اس کے سبب
بیچ بن زردار اے نادارِ عید

دھر سے کر کفر کی ظلمت کو دور
اہلِ عالم کو دکھا انوارِ عید

بیٹھ کر خوشیاں منا پھر شوق سے
ختم کو پہنچا کے سارا کارِ عید

پھر نکل کر اہلِ ظلم و جور کو
خاک کر اے آہ آتشبارِ عید

ہیں چھپائے شیخ جی کے مکر کو
دیکھ رحمت جبہ و دستارِ عید

رباعی

از حضرت امجد مدظلہ حیدرآبادی

ضائع فرما نہ سرفروشی کو مری
مٹی میں ملا نہ گرمجوشی کو مری
دیتا ہوں کفن پہن کے لے ربِ غفور
دھبہ نہ لگا سفید پوشی کو مری

افکارِ عید

بے خبر ہے اسیرِ امیدِ عید سے — ہو نہ یوں سرشارِ جامِ عید سے

مسلمِ خستہ نظامِ عید سے — لے سبق کچھ تو پیامِ عید سے

جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے

بڑھ گئے مسلم ترے افکارِ عید — طمانت سے ہو پڑی بیکارِ عید

فرقہ بندی نے مٹایا کارِ عید — دیکھ او مستِ مئی پندارِ عید

جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے

تھا کبھی جو حکمرانِ بحر و بر — مانتی تھی جسکو دنیا تاجور

کفر و باطل کے تھے سر جس پا د نیر — اسکی حالت دیکھکر ہوں چشم تر

جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے

دل سے ساری مذہبی عظمت گئی — ہاتھ کو آئی تھی جو جمعیت گئی

وہ اخوت اور وہ ثروت گئی — دین و دنیا میں تھی جو عزت گئی

جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے

مرتی تھی دنیا ہماری آن پر — صدقے عالم تھا ہماری شان پر

ہم فدا تھے دین پر ایمان پر — لیکن اب تو بن گئی ہے جان پر

جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے

"پی کہاں" جب دم پپیہے نے کہا — دی وہیں کوئل نے کوکو کی صدا

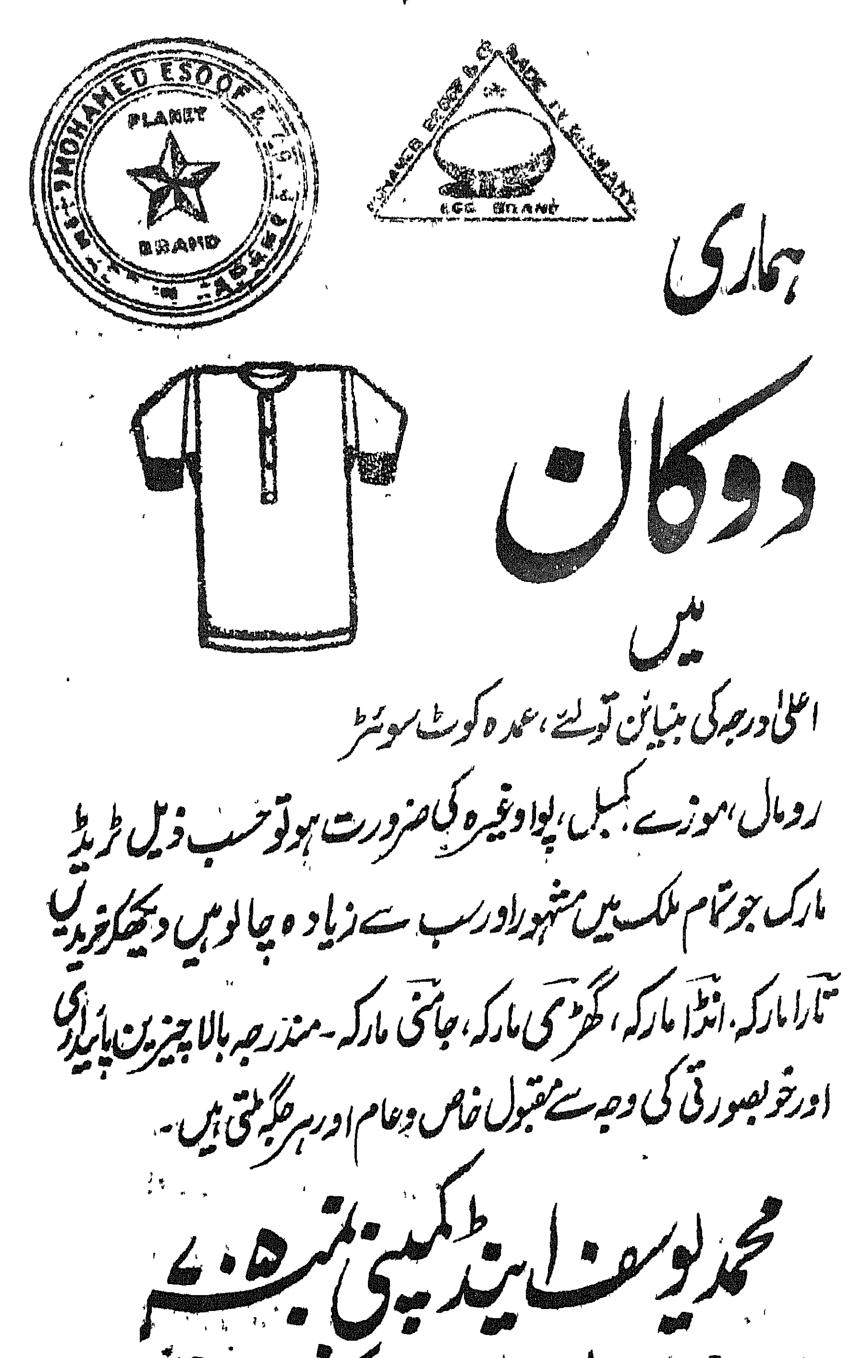
ہُد ہُد بھی کرنے لگا آہ و بکا — دردِ دل نے مرے بھی اٹھکر کہا

جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے

عید تجھکو دیکھکر تیرا جمال ! — یاد آجاتا ہے ماضی کا جلال

کیوں نہ دل سے سناؤں اپنا حال — ہو رہی ہے دل میں افراطِ ملال

جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے (ناچیز رشید تلمیذ حضرت ہاشمی)


ہماری
دوکان
میں
اعلیٰ درجہ کی بنیائن تولیے، عمدہ کوٹ سوئٹر
رومال، موزے، کمبل، پوا وغیرہ کی ضرورت ہو تو حسب ذیل ٹریڈ
مارک جو تمام ملک میں مشہور اور سب سے زیادہ چالو ہیں دیکھ کر خریدیں
تارا مارکہ، انڈا مارکہ، گھڑی مارکہ، جانگی مارکہ۔ مندرجہ بالا چیزیں پائیداری
اور خوبصورتی کی وجہ سے مقبول خاص و عام اور ہر جگہ ملتی ہیں۔
محمد یوسف اینڈ کمپنی نمبر ۲۵
مرچینٹ اسٹریٹ پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ رنگون

"عنوانِ ہلال"

جناب محمد نذیر صاحب نظیر فیض آبادی تلمیذ حضرت ہاشمی مدظلہ

عید کا مضموں رقم ہے زیرِ عنوانِ ہلال — آمدِ عید مبارک سے ہے کیا شانِ ہلال

غور کر اس پر یہی کچھ یہ ہے ترا قومی نشاں — یعنی آبِ خنجرِ توحید ہے جانِ ہلال

کر ضیا پاشی سے اس کی کفر کے ظلمات دور — کر دے روشن دہر میں پھر شمعِ عرفانِ ہلال

عظمتِ رفتہ دکھا عالم کو پھر اسلام کی — ماہِ کامل ہو ترا دیں ہے یہ ارمانِ ہلال

اس ادا سے پیش کر اسلام کو عالم میں پھر — کفر و باطل کیلئے خنجر بنے آنِ ہلال

کر اخوت سے اسی اگلی سی عظمت کو عیاں — جس طرح رائج ہے ہر عید فرمانِ ہلال

بانکپن اسکا تری شمشیر کے جوہر میں ہے — آزما کر دیکھ لے باطل پہ اے جانِ ہلال

عہد کر اللہ سے تو سر بسجدہ ہو کر آج ! — کر فزوں تر نور سے توحید کے شانِ ہلال

اے خدا مسلم کو کر پھر کامیاب و کامراں

التجائے خاص ہے یہ نظمِ عنوانِ ہلال



سچائی مخالفین کے دلوں پر بھی اثر کرتی ہے

علوی دواخانہ اور علوی کارخانے نے اس قلیل عرصہ میں جو کامیابی اور مقبولیت حاصل کی ہے وہ صرف سچائی و دیانتداری و زود اثر تازہ ادویہ کی وجہ سے کی ہے۔ جو شخص سچائی اور دیانت داری کو اپنا شعار بناتا ہے خدا اُس کو ہمیشہ کامیاب و کامران کرتا ہے

علوی دواخانہ میں زود اثر ادویات یعنی ہر قسم کے مفردات و مرکبات جو طبی اصول سے خاص احتیاط کے ساتھ تیار کئے جاتے ہیں۔ آپکو ہر وقت سستے داموں پر دستیاب ہوں گے جو کسی اور جگہ دستیاب نہیں ہو سکتے۔

سمندر میں طوفان کے وقت دوران سر کے قبل متلی کے پہلے یا قبض کی کیفیت میں "اکسیر کی چٹکی" پانی کے ساتھ استعمال فرمائیں۔ یہ تمام شکایتیں طرفۃ العین میں فنا ہو جائیں گی۔ "اکسیر کی چٹکی" آپکے لئے رفیق صحت ثابت ہوگی۔ جو علوی دواخانہ سے ایک خوراک مفت دی جائیگی۔ قیمت صرف دو آنہ

قراقراہ :- اور پیٹ کی جملہ شکایتیں مثلاً کھانے کا ہضم نہ ہونا، کھٹی ڈکاروں کا آنا، اجابت کا صاف نہ ہونا وغیرہ وغیرہ کیلئے "نمک علوی خانی" (رجسٹرڈ) آپکو بہترین ثابت ہوگی۔ ایک وقت کی خوراک علوی دواخانہ گلی نمبر ۲۷ - مکان نمبر ۱۲۶ سے مفت حاصل کر کے آزمائش کیجئے۔

مینیجر علوی دواخانہ

نمک کمپنی ۲۲ بار اسٹریٹ رنگون

نیک دل۔ خدا ترس اور ہمدرد خلائق انسانوں کی ایک جماعت ہے جو مستری غلام محمد صاحب نمک کی قیادت میں عرصہ دراز سے بعض نیک کاموں میں مصروف ہے۔ حضرت بابا سمندر شاہ صاحب غریق دریائے رحمت نے اپنی نظر کیمیا اثر اور توجہات باطنی سے اس جماعت کے نیکی پسند جذبے کو بہت کچھ بلند کر دیا ہے۔ بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے سال میں متعدد بار کلام الٰہی کی تلاوت اور فاتحہ خوانی کرتی ہے۔ ان موقعوں پر دریا دلی کے ساتھ زر کثیر صرف کر کے غربا کو پُرتکلف کھانے کھلایا کرتی ہے۔ انسین اور سیریم المعروف بہ تنگین میں خاص کر ان کی سرگرمیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ سیٹھ محمد یونس جمال صاحب مالک بڑا دواخانہ کی فیاضی اور مستری غلام محمد صاحب نمک کی منتظمانہ قابلیتوں سے کئی ہزار کے خرچ سے سیریم کی درگاہ پر عالیشان سفید براق گنبد تعمیر ہوا ہے جو قابل دید ہے۔ غربا کی حاجت روائی کیلئے اس جماعت کے دل میں ایک خاص ولولہ پایا جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ اللہ والے لوگوں کی ایک جماعت ہے جو نیکیوں پر ہر وقت آمادہ ہے۔ (رکن نمک کمپنی)